ترانۂ شوق
از احمد علی شوق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی حمد ہے زبان پر
ہے آج دماغ آسمان پر

وصف اُسکے لکھیں جو لکھنے والے
کونین کے دو ورق ہوں کالے

دی مُنھ کو زبان زبان کو تقریر
پتلی کو نظر نظر کو تسخیر

گردوں کو قمر قمر کو ہالہ
پہلو کو جگر جگر کو نالہ

کھانے کو دہن دہن کو کھانا
دانے کو شجر شجر کو دانا

پانی کو بھنور بھنور کو چکّر
دریا کو صدف صدف کو گوہر

شب کو کیا روز روز کو شب
لب کو دیے حرف حرف کو لب

آندھی کو دوان کیا دوان ہے
پانی کو روان کیا روان ہے

پھول اُسنے کھلائے کھلتے ہیں روز
دو وقت ملائے ملتے ہیں روز

ہے اُسکا مقام بسکہ بالا
بیدم ہوتا ہے جانے والا

خامہ یہ تھکا کہ رُک گیا ہے
سرلوح پہ رکھ کے جھک گیا ہے

نعت جناب سید المرسلین

ہے وصف جناب احمد پاک
لولاک لما خلقت الافلاک

کونین کا حصر دم پہ اُن کے
معراج کا سر قدم پہ اُن کے

سائے مین تھی شان کبریائی
شکل اس سے کبھی نظر نہ آئی

یا بنکے مداد کلک تقدیر
کی خلق مین قسمتون کی تحریر

منظور نظر جو چار تھے یار
کاشانۂ دین کے تھے ستون چار

بحر رفعت کے چار تھے دُر
جسم ایمان کے چار عنصر

افلاک رضا کے چار اختر
دیوان قضا کے چار دفتر

لازم ہے ثنائے اہلبیت اب
تھے دین کے شجر کے پھول پھل سب

گویا قد مصطفےٰ شجر تھا
اُس مین کوئی گل کوئی ثمر تھا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

رکھ لے بات لے خدا سخن کی
دے خامہ کو نوک بانکپن کی

لے موے مژہ کسی حسین سے
اور نوک نگاہ دلنشین سے

ہو باغ جہان مین یہ فسانہ
ہر مرغ نظر کا آشیانہ

خط مین ہو سواد شام کاکل
سطرون سے بچھا ہو دام کاکل

ہون دائرے گیسوون کے گھونگھر
یا دیدۂ نیم باز دلبر

بالا رہے شان الف کی قد سے
محراب حرم خجل ہو مد سے

مرکز وہ بانکپن دکھائے
ترچھی نظر اُس سے جھپ جائے

ہر صفحہ کتاب کا فلک ہو
صفحے پہ ہواون کی ضَوفشانی
مضمونِ لطیف ہو سخن مین
معنی یون لفظ مین ہون مستور
رنگین سخنی سے ہو شفق گرد
گل پر گلشن مین اوس پڑ جائے
رخ رنگِ شباب سے ہو خالی
ہو میرے سخن کو پڑھکے یہ حال
شہرت مری یون ہو اہلِ فن مین
لُپ چُپ کہ ہزارون اہلِ فن مین
اعجاز لبون کی جنبشون مین
اتنون مین فروغ کوئی کیا پائے
کیا نہر مین آبروئے شبنم
جُگنو اُڑ کر چمک دکھا کر
گردون گردون ہی چاک ہی چاک
لیکن کہین جامِ فن ہے خالی
حاصل میکش کو کچھ نہ کچھ ہے
یارب مجھے قوّتِ بیان دے
بازوئے قلم مین زورِ فن ہو

نقطون مین ستارون کی چمک ہو
فنبردہی بوٹی کی کامدانی
معشوق نفیس پیرہن مین
جیسے پتلی مین آنکھ کا نور
وہ رنگ جمے کہ لعل ہو زرد
لالے کی کلی کا منھ بگڑ جائے
غیرت سے کٹے سب اُسکی لالی
پڑھنے والے کے ہونٹھ ہون لال
یاقوت کی کان ہے دہن مین
وہ ساقیِ بادہ سخن ہین
جادو قلمون کی گردشون مین
آندھی مین چراغ بجھ کے رہجائے
کیا بحر مین اک حباب کا دم
تارا نہ بنے فلک پہ جا کر
اکسیر اکسیر خاک ہے خاک
کیا میکدہ سخن ہے خالی
تلچھٹ ہی سہی اگر نہین مے
منھ مین شمشیر کی زبان دے
قبضے مین قلمِ سخن ہو

دیکھے جو بیان کی روانی — سوکھے بحرِ روان کا پانی

گہرا یہ ہو رنگ شاعری کا — رنگِ لبِ سُرخ ٹھہرے پھیکا

ہو رشک یہ چستیِ سخن پر — ڈھیلی ہو قبائے نازتن پر

بندش پہ یہ ہو موئے بند شیدا — چوٹی مین ہو پیچ و تاب پیدا

اس نسخے کو کیمیا پہ ہو فوق — سُرمہ ہو یہ بہرِ دیدۂ شوق

آغازِ داستان یعنی شاہزادہ ماہِ عالم کی پیدائش کا بیان

ساقی دیکھ آج شانِ گلشن — جوبن پہ ہین گلرخانِ گلشن

کہتے ہین چمن کے پھول بوٹے — ہے رنگ کہ تو یہ آج لوٹے

اِک شاہ تھا کشورِ عجم مین — مشہور تھا جاہ مین حشم مین

سُلطان کے لقب سے نامزد تھا — انسان کے لباس مین اسد تھا

وہ یوسفِ کاروانِ اقبال — تھا اوج مین آسمانِ اقبال

رفعت کی بنا کا خود تھا بانی — عکس اُسکا تھا صرف اُسکا ثانی

کاکل بل مین بہت کم اوس سے — تلوار کا ناک مین دم اوس سے

ہمت کا بڑھاؤ حد سے بڑھکر — دریا سے زیادہ قد سے بڑھکر

سورج ہو فروغِ بخت سے زرد — دریا ہو کرم کے جوش سے سرد

گھر مین لیکن پسر نہین تھا — خالی تھی صدف گہر نہین تھا

گلزارِ جہان مین مثلِ شمشاد — کھلتا نہ تھا پھول پھل وہ ناشاد

گلشن تھا خزان رسیدہ اوسکا — بے نور نظر تھا دیدہ اوسکا

قسمت تھی سیاہ شب کی صورت ۔ تھی اسکو چراغ کی ضرورت
دل غم سے لب آشنا دعا سے ۔ ہر دم تھی یہ التجا خدا سے
پیر ظرفِ مراد بھر دے ۔ آغوش کے پالے کو قمر دے
یہ گھر کہیں بے مکین نہ رہ جائے ۔ خاتم کہیں بے نگین نہ رہ جائے
امید نے یہ کیا اشارہ ۔ چمکے گا نصیب کا ستارہ
دانے کو زمین نے دبایا ۔ قطرے نے صدف کو گھر بنایا
دانے سے ہوئی شجر کی امید ۔ قطرے سے پڑی گہر کی امید
گن گن کے کٹے جو نو مہینے ۔ مژدہ دیا شاہ کو کسی نے
ٹپکا ثمر نہالِ امید ۔ نکلا برجِ حمل سے خورشید
مہتاب کو داغ دے وہ صورت ۔ سورج کو چراغ دے وہ صورت
بجلی کو یہ چوٹ ہو چمک سے ۔ الٹی سیدھی گرے فلک سے
پیدا جو ہوا وہ دانہ گھر میں ۔ آیا گویا خزانہ گھر میں
پوتے سے نہال ہو گیا شاہ ۔ تارے نے ہلال کو کیا ماہ
وہ نور تھا یوں اوس انجمن میں ۔ ہو روح لطیف جیسے تن میں
حسرت رہی دیدۂ حسد کو ۔ پردہ ہوا حسن چشم بد کو
لعل و زر و سیم سب منگایا ۔ بانٹا بخشا دیا لٹایا
جلسوں میں ہنسی تھی قہقہے تھے ۔ غنچوں میں ہزاروں چھپے تھے
تھا وہ نورِ نگاہِ عالم ۔ رکھا گیا نام ماہِ عالم

ماہ عالم کا جوش شباب اور تصویر پر عاشق ہو کر پیچ و تاب

ہان ہان ساقی شراب آئے
دل سرد ہے آفتاب آئے

بے دختر رز نہین مجھے چین
ہون صورت موج بادہ بیچین

بڑھ کر ہوا بدر جب مہ نو
پھیلی ہر سمت شان کی ضو

ٹھہرا ہنرون سے وہ یگانہ
مجموعۂ خوبی زمانہ

حصے مین تھی آبرو کی ہر شے
تھا رزم مین تیغ بزم مین مے

دانش مین خیال نکتہ یابان
بینش مین نگاہ بے حجابان

اندیشے مین وسعت شب ہجر
افکار مین گرمی تپ ہجر

رنگین سخنی مین لعل احمر
شیرین دہنی مین حوض کوثر

گفتار مین شیشۂ مے ناب
رفتار مین یا نسیم یا آب

نور اوسکا فروغ دیدۂ طور
حسن اوسکا چراغ محفل نور

اوج اوسکی جبین کا ایک پرتو
شان اسکے چراغ بخت کی لو

رفعت کوٹھے کا ایک زینہ
دولت خاتم کا اک نگینہ

طاقت چٹکی مین صورت تیر
نصرت قبضے مین مثل شمشیر

عقل اتنی بڑھی کہ زلف گھٹجائے
عمر خضر و مسیح کٹ جائے

اکدن کہ تھا جوش موسم گل
دلکش تھی بہار زلف سنبل

حالت یہ گلون کے رنگ کی تھی
سائے سے زمین تھی گلابی

آتا تھا ہوا کو اسقدر پیار
منھ غنچون کے چومتی تھی ہربار

نہر اپنی دکھا رہی تھی موجین
لہرون سے اوڑا رہی تھی موجین

وہ گل کہ تھا آبروئے گلشن — گلشن میں تھا مثل جوئے گلشن

اختر کہ وزیر کا پسر تھا — مانند سُہا پس قمر تھا

قسمت نے دکھائی سیر میں سیر — دل نے کہا مانگو اب مری خیر

سُنیئے یہ حسن اتفاق اب — بڑھتا ہے شباب گُل کا مذاق اب

تاجر کوئی مال لے کے آیا — اُسنے اک تازہ گُل کھلایا

یہ چیز دکھائی وہ دکھائی — بیچی جو شے پسند آئی

قصہ کوتاہ آخر کار — تصویریں دکھائیں اُسنے دو چار

ہر شکل سے لاجواب ہر ایک — سب میں بیمثل تھی مگر ایک

ابرو تھے کھنچے ہوئے ہلالی — زلفیں گھٹائیں کالی کالی

پھولے پھولے جو گال تھے لال — تھے پھول کے پھول گال کے گال

آنکھیں تھیں سیاہ مست دونوں — بے مے پیئے مے پرست دونوں

لب کہتے تھے بولنے ہی پر ہے — گویا مُنھ کھولنے ہی پر ہے

آنکھوں میں نگاہ بنکے آئی — پہلو میں وہ آہ بنکے آئی

ہونٹوں پہ تھی اُف جگر پہ تھا ہاتھ — تصویر پہ دل نگاہ کے ساتھ

دیدے لگے کہنے ہو کے قربان — تو ہی مری پُتلیوں کی ہے جان

بولا شہزادہ چشم بد دور — ہے یہ کسکی نگاہ کا نور

کس برج کے چاند کی یہ ضو ہے — کس گھر کے چراغ کی یہ لو ہے

تاجر نے کہا سراب ہے یہ — نورِ بے آفتاب سا ہے یہ

در اصل یہ نقش ہے خیالی — صورت ہے گواہِ بے مثالی

فرمایئے تو ہوا ہے کیونکر
بولا وہ کہ تو تو ٹالتا ہے
در پردہ ہے دلکش ایک شے یہ
کاکل کو مرے نہ جانے کوئی
سمجھا وہ کہ فاش ہو گیا راز
بن کر نہ یہ کھیل ابھی بگڑ جائے
بولا کہ ہے ایک کشورِ حسن
دیوارین لوحِ حسین سے بھی صاف
در اسکے جو دیکھ پائین معشوق
قد سے بالا مقام ہر ایک
جس راہ پہ شہر مین نظر کی
فردوس ہے تختگاہ کا نام
یہ نورِ نظر نظر ہے خسرو
اُس بزم مین نور ہے تو یہ ہے
مشتاق ہوا وہ سر سے تا پا
تاجر پہ تھی جستم خوش بیانی
برجِ شرفِ قمر ہے وہ سر
اک گنبدِ قصرِ نور کہئیے
یا سر ہے حبابِ بحرِ اسود

اشک صبح کا مگر چاندنی پر
کیون چاند پہ خاک ڈالتا ہے
دل بول رہا ہے بات ہے یہ
تارے کو شرر نہ مانے کوئی
پردے مین چھپا نہ نغمۂ ساز
الجھے یہ تو کوئی پیچ پڑ جائے
ہے جسکا سواد قیرِ حسن
صحن آئینۂ جبین سے بھی صاف
آنکھین اپنی چرائین معشوق
طالع سے بلند بام ہر ایک
تھی مانگ کسی حسین کے سر کی
خسرو ہے بادشاہ کا نام
یہ لختِ جگر جگر ہے خسرو
فردوس مین حور ہے تو یہ ہے
بولا کہ بیان کر سراپا
یون کی سرِ بزم گلفشانی
یا نخل ہے قد ثمر ہے وہ سر
قندیلِ چراغِ طور کہئیے
زلفین سیلابِ بحرِ اسود

تن مین ہے جو بوئے بادۂ حسن ۔۔۔ وہ سر ہے سبوئے بادۂ حسن
ہے جلوہ نما وہ مانگ سر پر ۔۔۔ گویا شمشیر ہے سپر پر
یا اک خطِ زر سرِ محک ہے ۔۔۔ سیدھی یا چین کی سڑک ہے
برقِ ابرِ سیاہ کہیئے ۔۔۔ کالے پانی کی راہ کہیئے
کاکلِ شبِ ہجر خستہ حالان ۔۔۔ یا ہے بختِ شکستہ حالان
بال اُسکے جو آنکھون سے نظر آئین ۔۔۔ قسمت مین بلا کے پیچ پڑ جائین
ہم پلہ جو زلفِ خم بخم ہوا ۔۔۔ غالب ہے کہ عمرِ خضر کم ہوا
کانِ نعلین سے لڑتے ہین کان ۔۔۔ گلہائے چمن بگڑتے ہین کان
وہ سانپ ہین کاکلین کہان ہین ۔۔۔ کان اُن سانپون کی بانبیان ہین
چہرے مین ہے جبہۂ منوّر ۔۔۔ یا باغِ جنان مین حوضِ کوثر
کیا رنگ کہون شگفتگی کا ۔۔۔ اک پھول کھلا ہے چاندنی کا
آئینہ ہے صاف جوشِ تنویر ۔۔۔ روشن ہے جبین سے خطِ تقدیر
ماتھے پہ جو دو بھوین عیان ہین ۔۔۔ بحرِ خوبی مین کشتیان ہین
دو طاق ہین خانۂ خدا کے ۔۔۔ دونون ہین دفترِ حیا کے
دیکھئے اُن کو تو سر جھکا کر ۔۔۔ گوشے مین چھپے کمان جاکر
دل بہر مثالِ نو ہے بے چین ۔۔۔ کہیئے تفسیرِ قابِ قوسین
آنکھین ہین بیاضِ سحر خوانی ۔۔۔ یا ساغرِ بادۂ جوانی
جادو ڈالین تو صاف چل جائے ۔۔۔ رنگ ابلقِ دہر کا بدل جائے
پلکون سے بنلکے آشیانے ۔۔۔ دو مرغ بٹھا دیئے خدا نے

چتون سے عیان ہی خوش کلامی
پلکین گڈ کے پھری ہے پتلی
ہے دیدۂ مردمک مین یہ بات
یعنی اللہ کا الف ہے
بھتے چور کے دانت لعل لب پر
یعنی رُخِ باصفا مین کیا ہے
گال اُسکے جو دیکھیو تو کہو پھول
صورت دونون کی ہے حبابی
مضمون ہے گنجفے کا نایاب
لب کہتے ہین معجزہ ہنسی ہے
ہے بیت وکشادہ اونکا معمول
لب ایک ہے یا تو دوسرا تا
بیت نکلے وہ سنگدل نہ بولے
اُنگلی جو لبون کے درمیان ہو
ظاہر یہ ہوا الف سے مطلب
کیا وصفِ دہن مین کیجئے فکر
ہان چوک ہوئی انگلتی ہے بات
رخسار سے حباب منھ ہے چشما
کونے مین ڈلی نبات کی ہے

کہیئے آنکھون کو شرحِ جامی
پلکین پر ہین پری ہے پتلی
دن چار طرف ہی بیچ مین رات
یا شمع ہے یا صراحی ہے
یہ نقیب اوس نے لگائی آکر
پُشتہ قرآن کی جلد کا ہے
دونون ہین سدا بہار دو پھول
رنگت دونون کی ہے گلابی
دونون ہین وہ آفتاب و مہتاب
شق القمر ایک دل لگی ہے
غنچہ کبھی دیکھئے کبھی پھول
دونون جو ملین تو بت ہو پیدا
عیسیٰ بھی جو بولین لب نہ کھولے
مابینِ دو لب الف عیان ہو
لب ہین مئے حُسن سے لبالب
جو چیز نہین ہے اوسکا کیا ذکر
سانچا ہی وہ جسمین ڈھلتی ہی بات
مچھلی ہے زبان اوس کی گویا
یا موجِ آبِ حیات کی ہے

ہین دانت دہانِ صاف مین بند
سیپارے ہین یا غلاف مین بند

ہیرا انچھر یہ گفتگو ہے
موتی کی ذرا سی آبرو ہے

رُخ ہے مُلکِ فرنگ گویا
مُنھ قلعہ ہے بہر جنگ گویا

دانتون کی صفین نظر پڑی ہین
یا قلعے مین پلٹنین کھڑی ہین

پنہان نہین کچھ ذقن کے اوصاف
پڑھیئے قرآن مین سورۂ قاف

ہے غبغبِ صاف چاہِ نخشب
خالِ غبغب ہے ماہِ نخشب

ہین آنکھ کو کہیئے جو تسلیم
شک اسمین نہین کہ ہے دہن میم

کہتی ہے نظر کی تشنہ آبی
ہے پارۂ عم رُخِ کتابی

گالون پہ جو آتے ہین نظر خال
ہے نقطۂ انتخاب ہر خال

نقطے قدرت نے خود دیئے ہین
اوراق یہ منتخب کیئے ہین

گر شمع سے دون مثالِ گردن
ہو شمع کو سر و بالِ گردن

اللہ اللہ بلند ہے شان
رحل اسکو کہون کہ رُخ ہے قرآن

کیا جلدِ گلو ہے اور کیا رنگ
آئینہ ہو صاف پیک کا رنگ

پانی ہے بھری میانِ شیشہ
یا لال پری میانِ شیشہ

شانے جو ہین دونون بازوؤن پر
دو ہین مینا تو دو ہین ساغر

ہے جوشِ ضیا سے آشکارا
انگون کے کنول ہین جلوہ آرا

گورا ہے بدن تو نہر کہیئے
ہر ہاتھ کو ایک لہر کہیئے

دو ہاتھ ہین سینہ ہے مگر ایک
تلوارین تو دو ہین اور سپر ایک

پہونچون کو نہ پہونچے چاہی جو ہو
گھل جائے جلن یہ شمع کو ہو

اک دن کہین چمکی تھی کلائی — گل برق کو آج تک نہ آئی

ہے رشتۂ جان وہ نبض پرنور — یا تار نگاہ دیدۂ حور

چمکے جو ہتھیلی بھور ہو جائے — چشم خورشید کور ہو جائے

مچھلی سے خیال دور بین ہے — چشمہ کف دست نازنین ہے

کیا کیجئے وصف پنجۂ نور — ہے پنجۂ آفتاب مشہور

دیکھے جو کوئی بچشم ادراک — ہر قوم ہے پنجسورۂ پاک

آنکھون کو کہا جو شرح جامی — یا پنجہ ہے خمسۂ نظامی

پورون سے ہے نیشکر ہر انگشت — فوارۂ نور ہر سر انگشت

ہے سینۂ صاف دشت ایمن — یا آئینہ یا ہے مہر روشن

چاندی سونے کا یا طبق ہے — یا سورۂ نور کا ورق ہے

پردے کا پسند ہے قرینہ — لوح محفوظ ہے وہ سینہ

پستان ہین کہ ہین بلور کے برج — یا نور کے گھر مین نور کے برج

یا میوۂ نخل زندگانی — یا محمل ناقۂ جوانی

بیخود تھے شراب پینے والے — مستی مین اولٹ دیے پیالے

اب قابل صاد سنئیے باتین — سینہ تو ہے لوح یہ دواتین

ہے اوسکا شکم کہ صحن دربند — اوس حصن مین حسن ہے نظربند

بلور کا صحن یا ہے گھر مین — یا چاندنی چوک ہے نظر مین

آئینۂ نفس سے جز رو مد ہے — دریا کی مثال مستند ہے

چوٹی جو پشت پر پڑی ہو — شفاف شکم سے دیکھو اسکو

دل مین نہ کبھی نہان رہے بات ۔ ظاہر ہو شکم سے بے کہے بات

کہتا ہے یہ ناف کو نظارا ۔ ہے ماہ شکم تو ناف تارا

یا قصر شکم ہے در ہے وہ ناف ۔ یا بحر شکم بھنور ہے وہ ناف

یا سخت کڑی ہے چشم جویا ۔ وہ ناف ہے نقش دیدہ گویا

موہوم ہے وہ کمر یہان تک ۔ صانع نے دیا ہے نقطۂ شک

اک زلف کا بال ہے کمر گیا ۔ شاعر کا خیال ہے کمر کیا

ستار عیوب کی قسم ہے ۔ دو ہستیون مین نہان عدم ہے

یون عقدہ کشا ہے طبع کشاف ۔ ہے تار نگاہ دیدۂ ناف

تعریف سرین مین عقل گم ہے ۔ خاطر کو گران مثال خم ہے

میکش یون مست گفتگو ہین ۔ میخانے مین نقرئی سبو ہین

ایوان حیا مین پا ہین چھالے ۔ یا کھینچے دھرے ہین آفتابے

اب پا ہین چلے ہے کیا مین بولتا ۔ ایسی نہین یہ گرہ کہ کھولون

کیا خاک گہر کی آبرو ہے ۔ غنچے مین مقام گفتگو ہے

ساغر نہ کہون صدف نہ جانون ۔ گندم جو کہو کبھی نہ مانون

عقدہ کھلے چاک پر جو ہو غور ۔ عاشق کا جگر ہے کچھ نہین اور

رانین ملبوس مین ہین مستور ۔ شمعین فانوس مین ہین مستور

پنہان یا دل مین مچھلیان ہین ۔ مضمون الفاظ مین نہان ہین

ساقون پہ یقین ہے شاعرون کو ۔ مصرعے ہین یہ بیت حسن کے

پانون مین ہے لام الف کا نقشا ۔ مرقوم ہے صاف صورت

کی فکر جو جانبِ معانی | سمجھے نہین کوئی اِن کا ثانی
پشتِ کفِ پا ہے بسکہ پُر نور | ہے روئے پری کہ چہرۂ حور
امکان مین ہو جو دیدِ ناخن | ہو قوسِ قزح مریدِ ناخن
تلوؤن پہ نثار ہین مہ و مہر | آئنہ دار ہین مہ و مہر
روشن وقتِ معائنہ ہے | ہر نقشِ قدم اِک آئنہ ہے
چلنے مین دکھاتا ہے وہ قامت | ہر ایک قدم پہ اِک قیامت
سنتا تھا کہ جی مین آیا جی دے | دیکھا دیکھی بھر آئے دیدے
تصویر کو دے کے زر خریدا | سودا لیا دردِ سر خریدا
کیا بخت ہے اور کیا مقدر | بجلی تو کہین جلے کہین گھر

شہزادے کا تلملانا اور وزیر زادے کا سمجھانا

توبہ کو مِرا اسلام ساقی | بھر دے لِلّٰہ جام ساقی
مستی کی بہار جوش پر ہو | حملہ نشّے کا ہوش پر ہو
وہ صاحبِ تاجِ کشورِ غم | وہ داغ نصیبِ ماہِ عالم
گہوارۂ تا زمین ہلا تھا | نا واقفِ کوچۂ بلا تھا
بیدل ہوتا تھا دل لگی سے | خاطر تھی کشیدہ میکشی سے
چشمِ پُر آب تھا پیالہ | شیشہ کفِ دست کا تھا چھالا
تھا بسکہ گھڑی گھڑی نیا رنگ | چہرے مین تھا دھوپ چھاؤن کا ڈھنگ
یا ابر تھا اشکبار یا وہ | یا برق تھی بیقرار یا وہ
بھڑکی دل مین وہ آتشِ غم | جس آگ سے آگ لے جہنم

اشکون کی وہ چشم سے روانی
انجان کا عشق جی پہ بیٹھا
دلچسپ تھی ایسی شکل اوس کی
ابرو تلوار ہو یہ مانا
کاکل ہو بلا زمانے بھر کو
آنکھین خونخوار ہون بلا سے
قد دار سہی نہال تھا وہ
اختر ابن وزیر اوس کا
سمجھنے لگا کہ ہی کہان دہیان
اصلی ہے یہ احتمال ہی کیا
بے جان پہ جان کون وارے
سوتے کو ہرا نہ جانے کوئی
موتی کا گمان حباب پر کیا
گیسو نہین پیچ مین ہو کیون غم
قصہ نہ بڑھے یہ رنگ کاکل
ہے بادہوائی چاہ کی لہر
جلکر نہ لگائین آگ بدخواہ
سلطان سے کوئی جھڑے تو کیا ہو
یہ چاہ ہے رنج کی نشانی

بادل پھرین جسکے آگے پانی
دل سب سے اوٹھا اوسی پہ بیٹھا
نظرون پہ چڑھی تو دل مین اوتری
لیکن مہ عید اسنے جانا
سر پیچ تھی لیکن اوسکے سر کو
اچھا بیمار ہون بلا سے
سر آنکھون سے پائمال تھا وہ
ہمراز نہین تھا مشیر اوس کا
اس حسن کا بھی کہین ہے انسان
فرضی ہوتا محال ہی کیا
کیا خوب ہین بولے تمھارے
کھوتے کو کھرا نہ مانے کوئی
پانی کا یقین سراب پر کیا
یوسف نہین ہوش کیون ہو کم
پھولے کہین شہر مین نہ یہ گل
چھوڑین نہ شگوفے مردم شہر
بڑھکر نہ کنوین جھنکائے یہ چاہ
اولٹی سیدھی پڑے تو کیا ہو
پڑ جائے گا آبرو پہ پانی

بولا کہ نہ چھیڑ سر زلف مالا
دُھن چھیڑ سے اور ہو دو بالا

دل آہی چکا تو صبر کیسا
دم جانے پہ ہے تو جبر کیسا

دامن نہین آرزو کہ چھوٹے
شیشہ نہین آسرا کہ ٹوٹے

یہ رنگ نہ رنگ عشق کا ہو
کچا نہین اُڑ گے جو ہوا ہو

پالا ہی پڑا قضا سے ابتو
جو ہو سو ہو بلا سے ابتو

سمجھا کہ سڑی کیا خدا نے
مین کیا مری بات کیا کہا نے

تنکے کا شمار لہر مین کیا
بنیاد حباب نہر مین کیا

سوجھی سر دست پردہ پوشی
قفل در لب ہوئی خموشی

سلطان کا ماہ عالم کو سمجھانا اختر نسبت کا خط لکھا جانا

مانا ساقی ہوا پہ ہے آج
رندون کی نظر خدا پہ ہے آج

مے دے تو بھلا نہ دے تو کیا جبر
پائین تو مزہ نہ پائین تو صبر

دل آکے رُکا نہین کسی سے
آندھی نہین تھمتی آدمی سے

شہزادہ کہ آپ مین نہین تھا
گھر بیٹھے وہ اور ہی کہین تھا

صورت ہوئی زار روتے روتے
گل سے ہوا خار ہوتے ہوتے

آنا جانا نفس کا ہر بار
تلوار پہ چل رہی تھی تلوار

لاکھون شکنین پڑین جبین پر
موجین تھین سراب کی زمین پر

گالون سے جو اڑ گئی تھی لالی
دو شیشے تھے زر دمے سے خالی

دانتون سے کبودی لب پہ آئی
چاندی کی رگڑ سیاہی لائی

فق نہین بلکہ زرد بھی تھا
دل شق نہین بلکہ سرد بھی تھا

ماتھا۔ تل۔ کان۔ گال۔ لب زرد
جل جل کے جو کھینچین سرد آہین
جی جلنے سے بدلی صورت اُسکی
ہم چشمون کے دل تمام توڑے
بیرنگ جو دامن اوس کا اٹکا
اوڑ بھاگے عزیز رنگ کیطرح
ہمدم اُسوقت سب جدا تھے
پنہان رہے دل مین چراغ کیتبک
رفتہ رفتہ اوڑی ہوا یہ
باتون باتون سُنا پدر نے
ہوش اوسکے اوڑے خبر کی صورت
آنکھون کو تھی نورِ دیدہ کی چاہ
گرم آئے وہ جسطرح تپ آئے
دیکھا نہ وہ رنگ ہے نہ وہ روپ
رُخ صاف تھا پہلے تیرہ اب ہے
کی عرض کہ ہین حضور بیچین
اُٹھیے اُٹھیے حضور چلئیے
اُوٹھنے مین تھا ضعف سے تکلف
زانو پکڑے کمر سنبھالے

وہ قد تھا ببول پھول سب زرد
تھین برف سے بند دم کی راہین
سنولا گئی صاف رنگت اُسکی
ایسا بہکا کہ جام توڑے
آنکھون مین برنگ خار کھٹکا
احباب سے کٹ گئے پتنگ کیطرح
بات آکے پڑی تو لب جدا تھے
دامن کے تلے چراغ کیتبک
قمری کسی سرو کا ہوا یہ
دل دیکھ لیا ہے غم پسر نے
آنسو ٹپکے ثمر کی صورت
گُل کو لینے چلے ہوا خواہ
یا سینے سے آہ تا لب آئے
دامان غبار مین چھپی دھوپ
دن رنگ مین ہمسوادِ شب ہے
کچھ دیر کو ہو قرآنِ سعدین
چلئے چلئے ضرور چلئیے
بھون پر تھی شکن زبان پر اُف
بیچارہ کدھر کدھر سنبھالے

صدمہ دل پر تڑپ جگر مین | سسکی ہونٹھون پہ درد سر مین
لوٹھ بیٹھے کے وہ غبار کی طرح | آیا دل بیقرار کی طرح
آغوش طلب پدر نے وا کی | پہلو مین جگر کی طرح جا کی
صدمہ تھا ملال تھا قلق تھا | آنکھین نیچی تھین رنگ فق تھا
ٹوٹا ہوا دل حباب آسا | پھولا ہوا منہ حباب آسا
پلکین جو نہ کرتین پردہ داری | آنکھون سے نہ چھپتی اشکباری
تھے سوزش غم سے خشک تر لب | مرجھائی سی پنکھڑی تھا ہر لب
سلطان نے غبار اوسکا تاڑا | دامن کی مثال خوب جھاڑا
بیتابی دل ابھارتی تھی | غیرت مگر آنکھ مارتی تھی
دل تنگ ہوا تو عقدہ کھولا | گرمی دیکھی تو جل کے بولا
غم خار نہین جسے نکالون | دکھ پیڑ نہین کہ کاٹ ڈالون
عشق آگ نہین کہ بجھ کے رہجائے | یخ آب نہین کہ ٹہرکے بہجائے
دیکھا جو یہ اضطراب کا رنگ | تیور کی طرح بدل گیا رنگ
دل مین تپ غم نے داغ ڈالے | جیسے کسی پھل مین بیج کالے
وحشت سے حواس خمسہ ششدر | چارون ورق عناصر ابتر
ہمدم تھے تمام دم کے ساتھی | ہمدرد تھے درد و غم کے ساتھی
جی جان سے جان نثار تیار | کام ایک کا ہو تو چار تیار
سوزش کی مگر دوا کہان تھی | ٹھنڈا کرے وہ ہوا کہان تھی
دلسوزون کو سوز دل سنایا | بولا کہ یہ گل سے داغ پایا

جو دیدہ تھا اور جو شنیدہ — روشن کیا حالِ نورِ دیدہ
حیرت سے تھے اہلِ ہوش ششدر — تجنانہ تھا بادشاہ کا گھر
چپ سُن سکتے مین تھے خرد مند — منھ مثلِ درِ بخیل تھے بند
ہونٹون پہ تھے دانت سر پہ تھے ہاتھ — سر سے جو ہٹے جگر پہ تھے ہاتھ
مجمع مین تھا ایک پیر دانا — دیکھے ہوئے آنکھون سے زمانا
کوچے مین جو رہبری کے آئے — ہون خضر تو راستا بتلائے
صورت مین کمان فکر مین تیر — پھر شبِ غم سحر تھا وہ پیر
منھ صورتِ عقدہ اوسنے کھولا — سلطان کو دعائین دیکے بولا
میکش کو ہوس ایاغ کی ہے — پروانے کو تو چراغ کی ہے
دل بیٹھ نہ جائے رنج اوٹھا کر — ڈوبے نہ یہ چاند داغ کھا کر
ایسا نہو نورِ چشم کھو جائے — ٹھنڈا گھر کا چراغ ہو جائے
یون خاک سے تھمے ہوا جنون کی — ہان وصل ہو اگ دوا جنون کی
بھوکے کو غذا نہ دیجئے کیون — زخمی کی دوا نہ کیجئے کیون
عشق اور نصیحتِ زبانی — جلسے جلتے توے پہ پانی
سودے پہ چلے زبان کا بس کیا — شعلے کی لپٹ کے آگے خس کیا
خسرو کو پیام دیجئے آپ — اس لعل کا عقد کیجئے آپ
پیوندِ شجر سے ہو جائے — ہمرشتہ گہر گہر سے ہو جائے
رستے سے ہے خوب تاجر آگاہ — نامہ اوسے دیجئے کہ لے راہ
ڈھونڈھے وہی دلکو جسنے کھویا — کاٹے وہی دُکھ کو جسنے بویا

بیمار کیا دوا بھی لائے ۔ بھڑکائی ہے آگ تو بجھائے

شہزادی کا گھبرانا لوگوں کا سمجھانا آخر پیامِ عقد سے تسکین پانا

ساقی کہوں کیا جنوں جی کا ۔ دیوانہ ہے شیشے کی پری کا
ہے شوقِ وصالِ دخترِ رز ۔ دکھلا دے جمالِ دخترِ رز
وہ تازہ نہالِ گلشنِ غم ۔ وہ داغِ نصیبِ ماہِ عالم
گلچینِ بہارِ آرزو تھا ۔ آوارہ مزاج مثلِ بو تھا
دل مائلِ دردِ آشنا گم ۔ کشتی طوفان مین ناخدا گم
کہنے کو تو گم سخن نہین تھا ۔ چپ تھا گویا دہن نہین تھا
صد چاک تھا اس لیئے دلِ زار ۔ تھا زلفِ جنون کو شانہ درکار
بیجا نہ تھی پتلیون کی حیرت ۔ کیا نام کی کچھ نہ ہوتی غیرت
بے شانہ بُرا سوادِ خط تھا ۔ حرفِ مو جا بجا غلط تھا
سمجھانے لگے اوسے خردور ۔ بھولو نہ خدا کو بندہ پرور
کیون یاس کی شکل دلنشین ہے ۔ کیا رات کے بعد دن نہین ہے
بھڑکی ہے جو آگ سرد ہوگی ۔ آندھی جو اوٹھی ہے گرد ہوگی
بجلی نہین جان کیون ہے بیتاب ۔ بدلی نہین دیدے کیون ہین پر آب
رُخ برگ نہین ہے زرد کیون ہے ۔ دل برف نہین ہے سرد کیون ہے
چہرے پہ غبار چھا گیا کیون ۔ آئینے پہ زنگ آگیا کیون
تصویر کی حیف دل مین جا ہو ۔ بُت ساکنِ خانۂ خدا ہو

صورت نہ بگاڑو بنکے رنجور
بن جائے نہ جی پہ جان سے دور

پھل نخل جنون کے مل رہے ہین
کلیون مین شگوفے کھل رہے ہین

بہکو نہ کہ آئے حرف ادب پر
کیون ہوکے سبک گران ہو سب پر

امید نہین تمھاری خو سے
ہو جاہ عزیز آبرو سے

ہمنے مانا کہ دے چکے دل
اب تم مانو کہ ہو نہ بیدل

بے فکر نہ مدعا بر آئے
بے ذکر نہ بات لب پر آئے

بے شمع نہ بزم ہو منوّر
بے غوطہ نہ ہاتھ آئے گوہر

برسے گا اگر گھرا ہے بادل
پھولا ہے شجر تو لائیگا پھل

غنچہ ہے تو ہوگا پھول گر گل
سلجھے گی اولجھہ گئی جو کاکل

سمجھا کے بجھا کے لیکے خامہ
لکھ پڑھ کے سنایا اوسکو نامہ

نسخہ جو لکھا برائے بیمار
امید ہوئی دوائے بیمار

دیکھا جو وہ بخت کا سیاہا
زخمی سمجھا دوا کا پھاہا

خط توڑ کے یہ کیا اشارہ
ہے غم سے شکستہ دل ہمارا

ظاہر کیا بند کرکے یہ رنگ
ہے قید بلا مین یہ دل تنگ

تاجر کا نامہ ہوکر فردوس مین آنا ہنسی خوشی سے جواب پانا

تیرے سر کی قسم ہے ساقی
تیرا ہی بس ایکدم ہے ساقی

مے دے رہے تیرے نام کی خیر
خم کی شیشے کی جام کی خیر

سلطان قلمرو غم و رنج
زچ تھا مانند شاہ شطرنج

سوچا کہ دوا سے کھوئیے درد ۔۔۔ بھڑکی ہے جو آگ کیجئے سرد
صیقل ہو تو آئنہ ہو شفاف ۔۔۔ کھل جائے گرہ تو رشتہ ہو صاف
شہزادے پہ آنچ آنہ جائے ۔۔۔ یہ گل کہین داغ کھا نہ جائے
سُم ہو غمِ عشق بڑھتے بڑھتے ۔۔۔ دم لے تپ ہجر چڑھتے چڑھتے
پہلے تاجر کا دل ٹٹولا ۔۔۔ آمادہ سفر پہ کر کے بولا
نامہ۔ تصویر۔ گنج۔ رہوار ۔۔۔ اُشتر۔ ہاتھی۔ فنس۔ ہوادار
خیمے خرگاہ۔ فرش۔ بستر ۔۔۔ خدام۔ مصاحب اور لشکر
پیتا۔ الماس۔ دُرِ خوش آب ۔۔۔ نیلم۔ پکھراج۔ لعلِ نایاب
لہسنیے اڑھائی سوت والے ۔۔۔ انمول یہ موتیون کے مالے
نافے مشکِ ختن کے صدہا ۔۔۔ عنبر جس کی صفت ہے سارا
آرام کی بے شمار چیزین ۔۔۔ تحفے کے لئے ہزار چیزین
یہ سب سامان لے کے جا اب ۔۔۔ فردوس کی سمت ہو ہوا اب
خسرو کو شبیہ و نامہ دینا ۔۔۔ کہنا سُننا جواب لینا
ہو سخت تو بولنا بہ نرمی ۔۔۔ ٹھنڈا کرنا کرے جو گرمی
کچھ راگ چلائے ساز رکھنا ۔۔۔ پروا نہ کرے تو باز رکھنا
خط پاتے ہی چل کھڑا ہوا وہ ۔۔۔ حسرت سا نکل کھڑا ہوا وہ
دن رات تھا گرم رو ہوا خواہ ۔۔۔ دن کو تو تھا مہر رات کو ماہ
رستے مین نہ دم لیا کسی شکل ۔۔۔ فردوس مین آیا روح کی شکل
آیا جو نظر وہ بابِ امید ۔۔۔ لی برج کی راہ مثلِ خورشید

پردہ تھا کشادہ اور در وا — گھونگھٹ مین تھی چشمِ فتنہ گر وا
تھا پردۂ گوش پردۂ دل — نغمے کی طرح اسمایا اندر
گھر مین جو سپیدی چار سو تھی — صبحِ امید روبرو تھی
انوار سے صحنِ خانہ لبریز — جیسے دلِ عابدِ سحر خیز
بام اوج مین بادشہ کا اقبال — محرابِ ابروئے کج کی تمثال
تھی پیش نظر یہ صورتِ طاق — واشوق مین جیسے چشمِ مشتاق
وہ سقف مین قمقمے پُر انوار — پھولے پھولے حسین رخسار
دیکھا کہ وہ بادشاہِ دوران — ہے تخت پہ صورتِ سلیمان
جُھک کر بہ ادب مثالِ خامہ — دی وہ تصویر اور وہ نامہ
نامے سے کھُلا طلسمِ تقدیر — پُتلی ہوئی آنکھ کی وہ تصویر
صورت کا بناؤ چشمِ بد دور — سائے مین تھا آفتاب کا نور
زاہد کیسا ہی بُت شکن ہو — اس بُت کو جو دیکھے برہمن ہو
دولھا کی پسند تھی دلھن پر — تھا حصر جواب یاسمن پر
گلشن دخترِ وزیر اوس کی — کھیلی ہوئی اوسکے ساتھ کی تھی
رہتی تھین وہ ساتھ ساتھ اسطرح — پہلو مین دل و جگر ہین جس طرح
خسرو نے شبیہ دی اوسی کو — تا نورِ نگاہ یاسمن ہو
خلوت مین وہ پہونچی لیکے تصویر — بولی کہ یہ دیکھو نقشِ تقدیر
دیکھی جو شبیہ ماہِ عالم — گردان ہوئی مثلِ ہالۂ چشم
برچھی پڑھی نوک سے پلک کے — دل مین لگی آگ سی چمک سے

تصویر چڑھی ہوئی نظر پر — ہاتھ ایک جگر پر ایک سر پر

الفت کا چبھا جگر مین کانٹا — آنکھون کو لہو رگون نے بانٹا

گلشن فقط اوس گھڑی تھی ہمراز — تھی مثلِ نفس وہ اوس کی دمساز

اوس سے کہا دیکھ اسے ذرا تو — رنگت کے عوض بھرا ہے جادو

بوٹا سا یہ قد کہ دل مین جم جاے — سبزہ سایہ خط کہ جان سم کھاے

زلفون مین پڑا ہی پیچ پر پیچ — حلقہ چشم حسین کا ہر پیچ

کرتی ہین یہ پتلیان اشارا — پانی مانگے نہ اپنا مارا

مُنھ کیا کسی پھول کی کلی ہے — کہتی ہی ہنسی کہ کھل چلی ہے

ہین مے کے حباب گال دونون — عکسِ مے سے ہین لال دونون

ہم سے اتنا غرور اچھا — سمجھے رہئیے حضور اچھا

ہم مُنھ سے زبان دین تو بولو — تصویر کو جان دین تو بولو

وہ دخترِ وزیر ہنسکے بولی — دل کھول کے کیا زبان کھولی

غیرت کو کہان ہوا بتادی — چڑیا صدقے کی تھی اوڑا دی

قمری نہ ہو سرو اے گل اندام — پروانے کا شمع سے نہو کام

اندھیر ہے کیگ پر مرے چاند — سایہ کرے آفتاب کو ماند

بولی وہ کہ جان جلے دل جائے — اس جسم کی جان کاش ملجائے

بولی یہ کہ پی گئے مے بہکنا — گل ہاتھ مین آئے تب چہکنا

بولی اچھا پتا بتا دے — ٹھنڈ ہی ہوگی ذرا ہوا دے

بولی یہ کہ کھل ہی جائے گا راز — کچھ ساز چھیڑے تو نکلے آواز

تم مجھ سے جو پوچھو اپنے جی کی
وہ چیز ہے یہ کہ ہے ہی لے دل
یہ سُن کے اودھر وہ مسکرائی
غنچے سے جو نکلی پھوٹ کر بو
سب ہمسنین چھیڑتی تھین ہر بار
ہان رال ٹپک پڑی تمھاری
منہ چومتے واہ ہمنے دیکھا
آخر نہ چھپا بلاؤن کا راز
تصویر کی کون ایسی ہستی
آنکھین تو اوٹھاؤ کچھ تو بولو
ایسی آئی ہین یہ کہین سے
اونکو سب کچھ ہمین یہ گالی
منہ خوب چڑھا رہی ہو کیا خوب
ہے کوئی ذرا اِدھر تو آنا
لینے لگے چٹکیان اشارے
آنکھون کی طرح لڑی کسی سے
تیز ایسے ہوئی نظر کی صورت
جھلا گئے کسی پہ پیک تھوکی
آخر چھپی نظر کی صورت

کیا شکل حسین ہے کسی کی
جو دیکھے اسے وہ دے ہی دے دل
گلشن نے دھوم اِدھر مچائی
پھیلی گھر مین ادھر اودھر بو
کیون جی تمھین آیا تھا بہت پیار
صورت ہی تھی ایسی پیاری پیاری
واللہ باللہ ہمنے دیکھا
چٹ چٹ کی کچھ آرہی تھی آواز
اللہ تم اور بُت پرستی
آنچل تو ہٹاؤ مُنھ تو کھولو
نخرے کرنا اجی انھین سے
اولٹی گنگا بہانے والی
اونکے لیے رکھو ہے ادا خوب
منہ دیکھلینگی آئینہ تو لانا
بس لوٹ گئی ہنسی کے مارے
کاکل سی اوجھ پڑی کسی سے
ٹیکا اوسے پا کے سر کی صورت
منہ ہنسکے چھپالیا جو چوکی
پردے مین چھپی جگر کی صورت

گلشن لائی اوٹھا کے تصویر | خسرو کو دکھایا نقشِ تقدیر
بولی کہ ہے جوڑ حسبِ دلخواہ | زہرہ ہے دلہن تو چاند نوشاہ
دیکھی وہی شمع جس کی لو تھی | چمکا وہی چاند جس کی ضو تھی
نامہ تھا کلیدِ بابِ امید | ٹھہرایا قران ماہ و خورشید
انعام سا دیکے نامہ بر کو | پتلی نے طلب کیا نظر کو
طالب سے ملا مزاجِ مطلوب | قاصد نے لیا جوابِ مکتوب

تاجر کی واپسی و شہزادیکا سفر طلسمات کی راہ اور پری کی نظر شہزادیکا راہ پر نہ آنا پری کے حکم سے قید خانے جانا

اب رند ہین بیقرار ساقی | دل پر نہین اختیار ساقی
للہ دل نہین کو ہان سے | دے پھول کہ ہون ہوا یہان سے
کاغذ جو ملا ہوا تھا قاصد | تیر آہ سے کچھ سوا تھا قاصد
دم چلنے مین منفعل ہوا اوس سے | عمرِ گذران خجل ہوا اوس سے
جنگل جو پڑا ہوا تھا راہی | دریا جو ملا بنا وہ ماہی
گو گرم روی بہت جتائے | سورج کی کرن نہ اوسکو پائے
پہونچا جاکر قیاس کی طرح | ٹھہرا اپنے حواس کی طرح
سلطان کو دیا جوابِ مکتوب | طالب کو سنایا حالِ مطلوب
بھڑکی ہوئی آگ کو ہوا دی | بارود مین آگ سی لگا دی
مشتاق کا شوق کچھ بڑھا اور | دیوانہ تو تھا ہی جن چڑھا اور

یون آکے جما جنون سرمین
جیسے کوئی بیٹھے اپنے گھر مین

وحشت کی ہوا اٹھی کس بلا کی
دامن کی کلی کلی جُدا کی

قائم نہ تھا رنگ اوسکے رُخ پر
جو رنگ آیا تھا وہ دم بھر

چھت دیکھ کے کاٹتا وہ راتین
کرتا گریون سے پہرون باتین

کچھ اتنا پڑا تھا درد سے کام
تھا آہ کا کام سانس کا نام

پڑجائے جو چشمِ تر سے پالا
بھورے بادل کا مُنھ ہو کالا

پھٹتا تھا جو بار بار دامن
ٹکڑون سے بنے ہزار دامن

صورت دیکھو تو شوق ظاہر
پر تول رہا ہو جیسے طائر

سودا چڑھ کر جو سر پہ بیٹھا
دل گھر سے اوٹھا سفر پہ بیٹھا

حیرت مین تھا شاہِ مصلحت سنج
شادی کی خوشی تھی ہجر کا رنج

سوزش بھی تھی دلمین اور خوشی بھی
تھی دھوپ بھی اور چاندنی بھی

آندھی تھمتی محال تھا یہ
پانی رُکتا خیال تھا یہ

نزدیک آئی سفر کی دُوری
سامانِ سفر ہوا ضروری

اسباب خزانہ فیل اور ہوا
جو کچھ بہر سفر تھا درکار

سب دیکھے اوسے کیا روانا
آگے سمجھا یا پیش آنا

ہاتھی پہ وہ مہر جلوہ گر تھا
یا جلوۂ برق طور پر تھا

ہودج کا وہ اوج چشم بد دور
نکلا پئے دید مہر پُر نور

اس حد کو اوٹھا کے سر نظر کی
پچھم کو گری کلاہ سر کی

خود قلب مین چار سمت لشکر
تھا بیچ مین چاند گرد اختر

ساتھ ابن وزیر بھی سدھارا | پہلو مین قمر کے تھا ستارا
پوچھا تاجر نے بےخبر سے | راہین دو ہین چلین کدھر سے
نزدیک کی ایک دوسری ایک | نزدیک کی بد ہی دور کی نیک
لاعلم کہ دام ہے تہِ کاہ | بولا کہ چلو قریب کی راہ
آندھی کو پکڑ سکے نہ کوئی | سیلاب سے لڑ سکے نہ کوئی
کس شے سے ہو میرا راستا بند | شعلہ نہ ہو خار و خس کا پابند
تھا راہرو کو پتہ بلا وہ | تلوار کی دھار پر چلا وہ
سورج جب ڈوبنے پر آیا | دنیا نے لباسِ زرد پایا
پہونچا اک مرغزار مین وہ | تھا صورتِ گل بہار مین وہ
رنگِ گل کا وہان یہ تھا جوش | سائے سے زمین ہوئی تھی گلپوش
یہ تھی سرِ شاخ شکلِ لالہ | جیسے کفِ رند پر پیالہ
پتی پتی پہ ہو شبنم جمی دین | کانٹے پلکون سے نوک کی لین
بوٹون سے چلے نہ چال قد کی | امید ہو پائمال قد کی
پھولون کو جو دیکھین گال بتائین | سنبل الجھے تو بال بتائین
ہم چشم جو نرگسِ چمن ہو | نشہ سب آنکھ کا ہرن ہو
غنچہ منھ سے کہے کہ تو کیا | مجھ سے اور تجھ سے گفتگو کیا
دلکش راہین اِدھر اُدھر کی | سیدھی جن سے ہو مانگ سر کی
پیچیدہ تھین جابجا وہ بیلین | دل جتنے ہون کاکلون مین لے لین
چشمہ تھا کہین تو دلنشین تھا | پانی عرقِ رخِ حسین تھا

ندّی وہان ایک دیکھی جاری
لہرائی طبیعت اوس قمر کی
جب کٹ گئی زلفِ شب سحرگاہ
تھک تھک کے جو سوئے تھے وہ جاگے
افسون کی روش تھی سحر کا رنگ
دن صورتِ مہر چلتے چلتے گذرا
چل پھر کے تھا مرغزار مسکن
راہی ہوتا جہان سے ہر بار
رستے سے کھلا نصیب کا پھیر
اگلشن سے نکل سکا نہ اس طرح
اک شب کہ تھی کاکلِ عنبر نسیم
یا بختِ سیاہِ اہلِ زنّار
شہزادہ کہ ماندہ ہو گیا تھا
پہرے والا کچھ ایسا کھویا
لائی چکر مین گردشِ بخت
اک اونچین سے حور چہرہ گلفام
بولی کہ ہے رنگ کچھ نیا آج
اس غنچے مین یہ شگوفہ کیا ہے
منظورِ نظر ہوا نظارا

ہو خلد کی جس سے آبیاری
شب چاندنی مین وہین بسر کی
روشن ہوئی مانگ کی روش راہ
ہمّت کی طرح بڑھے سب آگے
لائی وہ بہار کچھ نیا رنگ
چلتے نہین بلکہ چلتے چلتے گذرا
تھا مرکزِ دائرہ وہ گلشن
آتا وہین پھر کے مثلِ پرکار
روشن یہ ہوا کہ ہوگا اندھیر
گونگے کے دہن سے بات جس طرح
ہمرنگِ لباسِ اہلِ ماتم
یا فردِ حسابِ عمرِ کفّار
مانندِ نصیب سو گیا تھا
مُردون سے وہ شرط بد کے سویا
گذرے پریون کے اوس طرف تخت
خورشید جمال مشتری نام
بولی نظر آتی ہے ہوا آج
جنگل مین عجیب گل کھلا ہے
ٹوٹے جیسے فلک سے تارا

سایے کی روش قریب آئی
اوس چاند پہ مثلِ ابر چھائی

یوسف جو ہوا عزیز جی سے
دل چاہ مین گر پڑا خوشی سے

جنگل مین ملا جو یہ خزانا
چوری کا خیال جی مین ٹھانا

یون بند آنکھین تھین سب کی یکسر
جیسے ہون بند رات کو در

نشۂ مےٴ خواب کا تھا سر جوش
سر کی نہ خبر نہ پانوٴن کا ہوش

قابو پایا پری نے اوس پر
قبضہ کیا مشتری نے اوس پر

آغوش مین شکل اوس حسین کی
تمثال تھی حرفِ دلنشین کی

یہ تھی حلقے مین شانِ معشوق
جیسے منھ مین زبانِ معشوق

جنگل سے ہوا ہوئی ہوائی
گل لیکے نہال گھر مین آئی

پلکون سے کھلی نقابِ غفلت
چونکا وہ مستِ خوابِ غفلت

آنکھین جو کھلین نصیب سویا
کانپا سہما غریب رویا

بدلا نظر آیا کارخانہ
اوجھا زلفون مین جیسے شانہ

چکر مین سرِ ضعیف کی طرح
سر خم کمرِ نحیف کی طرح

تھی خوف سے سانس دم چرایے
کیا جان جو منھ سے باہر آئے

دل جسم مین یون ہوا افسردہ
ہو بزم مین جیسے شمعِ مردہ

رگ رگ مین چھپی تھی جان ڈر سے
دانتون مین دبی زبان ڈر سے

آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے
دو چشمے زمین پر بہے تھے

دونون چشمون کا کھیل دیکھا
گنگا جمنا کا میل دیکھا

تا جنس کے ڈر سے تھرتھرایا
تھا سر کو بلا پری کا سایا

منحوس اوسکے لئیے پری تھی — گویا کہ زحل وہ مشتری تھی

آنکھون سے قضا چڑھی نظر پر — چتون سے چھری چلی جگر پر

پوچھا کہ یہان مین آیا کس طرح — بولی کہ قرار دل مین جس طرح

پوچھا یہ ستم کیا ہے کس نے — بولی تھین دل دیا ہے جس نے

پوچھا شکر کہا کہ ہان تھا — پوچھا کہ ملے گا بھی کہا نا

بولا یہ غضب تو بولی خاموش — بولا کہ پھر اب تو کھولی آغوش

بولا کہ نہین تو بولی بیکار — بولا کہ رہائی بولی دشوار

بندہ مجبور چارہ کیا تھا — جو حق کی رضا اجارہ کیا تھا

آنکھون کو بیخودی نے کھویا — دم ہی نہ تھا پتلیون مین گویا

تن جلنے لگا دھوان تنے بال — تھے بھاڑ کے دانے جسم کے خال

آواز کو خوف تھا نکلتے — دم ہی نہ تھا ہونٹھ کسکے جلتے

سر مثل نظر جھکا ہوا تھا — دم صورت دل رکا ہوا تھا

ہو دل کا غبار صاف کیا خاک — کھٹکا تھا کہ چھینکتے کٹے ناک

دانائی تھی ختم اوس پری پر — اوڑتی چڑیا کے گنتی تھی پر

سوچی ابھی جال مین پھنسا ہے — پھڑکے مجسے تو دور کیا ہے

بو ہے جو دماغ مین وطن کی — ناساز ہوا ہے اس چمن کی

دیوانہ نہ ہو کہین اوٹھا کر — انگارے نہ اوگلے تاؤ کھا کر

ہو رام وہ سلسلہ نکالو — دم دھاگے کا جال اسپہ ڈالو

روٹھے ہوے کو منانے بیٹھی — اکھڑے ہوے کو بنانے بیٹھی

چھیڑا اوسے جسمین ساز ہو جائے — چھنٹے دئیے تا غبار دھو جائے

بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو — منھ کھول کے غصہ تھوک ڈالو

ٹیڑھے نہ ہو رُخ ادھر نہ پھیرو — دیکھو دیکھو نظر نہ پھیرو

اتنی نہ کرو رُکھائی دیکھو — ہونٹوں پہ ہنسی وہ آئی دیکھو

وان شوق عدوئے پردہ پوشی — یان ہمنفس زبان خموشی

وہ مثلِ زبانِ بے ادب تیز — یہ اشکِ الم سے ظرف لبریز

جوش اسکو جو تھا شباب کیطرح — دن بھر جلی آفتاب کی طرح

بدمست وہ تھی شعور کیسا — ظلمت چھائی تھی نور کیسا

جسدم ہوئی بند چشمِ خورشید — روشن ہوئی شمعِ بزمِ امّید

پردہ کیا فاش راگ لائی — کاکل سی بڑھی لپٹنے آئی

باہر ہوئی جامے سے ہوس مین — لین اوسکی بلائین دیکے قسمین

یان دل کو ہوا جو اور کی تھی — کانٹا سی پری کھٹک رہی تھی

پھیلی وہ تو یہ سمٹ کے بیٹھا — آگے جو بڑھی تو ہٹ گئے بیٹھا

لین اُسنے بلائین تو یہ چٹکا — ہاتھ اُسنے بڑھایا اِسنے جھٹکا

معشوق کھنچا جو صورتِ ساز — دل بیٹھ گیا بہ شکلِ آواز

بدلی حیرت کی منھ پہ چھائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی

امّید شکست کھا کے ٹوٹی — بستی رحمت کی دُھن نے لوٹی

دل غم سے بھر ایاغ کی طرح — شب بھر وہ جلی چراغ کی طرح

وصل پر مشتری کا اصرار - ماہ عالم کا انکار

مشتری کا جھلانا۔ شہزادے کا قید خانے جانا

ہون صورتِ غنچہ تنگ ساقی | لا بادۂ لالہ رنگ ساقی
غم کی کوئی حد ہے غم نہ دے اب | دم آ گیا لبون پہ دم نہ دے اب
معشوق کھنچا جو مثلِ شمشیر | ادک پاگئی مشتری کی تقدیر
گالون پہ روان تھے اشک پیہم | گُل تر تھے کہ گر رہی تھی شبنم
دم جوشِ جنون کا بھر رہی تھی | دیوارون سے باتین کر رہی تھی
پہلو اوسنے ہزار بدلے | کیونکر دلِ بیقرار بدلے
کوٹا سینے کو شب بھر اوسنے | کی صبح گجر بجا کر اوسنے
کھلے ہوئے داغ مثلِ لالہ | جل بھُنکے اوٹھی وہ گرم نالہ
شہزادے پہ گرم تھی وہ شب سے | رُخ لال تھا آتشِ غضب سے
آندھی سی اوٹھی ہوا سی آئی | سر پر اوسکے بلا سی آئی
سوتا مانندِ بخت پایا | صدمے کی طرح اوسے اوٹھایا
چونکا تو نظر پڑی ڈراوہ | تھی سر پہ اجل کھڑی ڈراوہ
دل سرد تھا کھینچی آہ جل کر | کروٹ بدلی نظر بدل کر
قسمت کیطرح وہ اوسکا پھرنا | نظرون سے تھا مثلِ اشک گرنا
ہاتھ اوسنے ملے کہ بس نہین ہائے | اِن ہاتھون کو دسترس نہین ہائے
پھر ساز جو چاہا پایا ناساز | نکلی بھی تو بس نہین کی آواز
منھ کی کھائی تو غصہ آیا | منھ دیکھ کے بگڑی منھ بنایا
قہر آیا کہ جن چڑھا پری پر | لپکی جھلا کے آدمی پر

بولی کہ یہ بیوفائی کیون جی
ہمسے اتنی رکھائی کیون جی

دیکھی ترچھی نگاہ کیا خوب
سبحان اللہ واہ کیا خوب

سمجھے نہ بشر کو تو پری کیا
جو در کو نہ پرکھے جوہری کیا

رخ پھیرے ہو رنگ ہے نرالا
ہے دال مین کچھ ضرور کالا

در پردہ ہے کون پردہ کھولو
آنکھین نہ دکھاؤ منھ سے بولو

بت بنگئے کس پہ جان دے کر
چپ سُن ہو کسے زبان دے کر

کس شمع سے لو لگائے ہو تم
کس چاند کا داغ کھائے ہو تم

کیون زرد ہو تم جیسے زرد ہو برگ
کیون ملتے ہو ہاتھ جیسے دو برگ

آنکھین ہین ہو کیون یہ کیا بلا ہے
کس زلف کا پیچ پڑ گیا ہے

کیون جی نہین دیکھتے ادھر کیون
کعبہ نہین مین جھکا ہے سر کیون

ٹیڑھے نہو سیدھی بات یہ ہے
مین جس سے ہون وہ گھات یہ ہے

مسکرا دو جو رو و پیارے
آنکھون سے نہ ہاتھ دھو و پیارے

بیدل ہو تو آؤ مجھسے دل لو
روٹھے ہو گلے لگاؤن مل لو

سمجھا نہ کہ داغ کھائیگی یہ
جل کر مجھکو جلائیگی یہ

غافل کہ کرے گی چوٹ کد سے
جاؤن گا کہان مین بچ کے زد سے

سودا گھر بیٹھے مول لینا
قیمت مین وہ نقد ہوش دینا

وہ عشق نہ ان دکھلائے جس نے
وہ چاہ کنوئین جھنکائے جس نے

سب کہتے کیا کہ لاگ یہ ہے
جو دل مین لگی وہ آگ یہ ہے

یارون بھی وہ ہوئی خجل بھی
امید بھی ٹوٹی اور دل بھی

وہ پیار گیا وہ چاہ بدلی
آمادہ ہوئی جفا پہ جی سے
غصہ تھا کہ قہر تھا خدا کا
گیسو تھے کہ دام تھے بلا کے
پلکین اسکی تھین یا سنانین
پتلی تھی بھری تو پلکین گد کے
دیدے آنکھین بدل رہے تھے
نظرون سے گرا دیا نظر نے
پلکون نے چبھوئے خار پر خار
باتین کرتی تو زہر اوگلتی
گردن سے لپٹ کے مثل گیسو
کیون مجکو کیا پکا کے پھوڑا
پانی کو نہ پیاس مین کہون مین
دُھن اور تھی اور راگ نکلا
جو مین کہون تو کرے نہ وہ بات
تو مجھ سے لڑے یہ جان تیری
تو کیا تجھے جسکی دُھن وہ ہے کیا
تو مجھ سے نہ اُڑ کہ مین پری ہون
چاہون تو اُسے ہلاک کر دون

دیکھا دیکھی نگاہ بدلی
مریخ بنی وہ مشتری سے
چتون تھی کہ تیر تھا جفا کا
ابرو تھے کہ تیغے قتل کے
یا سانپ تھے بال یہ زبانین
تل تھے شرر آتش حسد کے
خنجر سے وہ ہونٹھ چل رہے تھے
گیسو لگے مار مار کرنے
قد سرو کے پیڑ سے بنا دار
چلتی جو زبان برچھی چلتی
کہنے لگی سُن تو او جفا جو
کیون شیشۂ دل کو تو نے توڑا
بس چاہ مین باؤلی رہون مین
پانی تجھے سمجھی آگ نکلا
مین دن جو کہون تو تو کہے رات
اے خالق پاک شان تیری
مین برق وہ بے ثبات نے کیا
روشن ہے کہ آگ سے بنی ہون
بھڑکون تو جلا کے خاک کر دون

کیا خاک کا خاک مین ملانا
نقش کفِ پا کا کیا مٹانا

آنکھین نہ بدل بگڑ کے مجھ سے
پچھتائیگا دیکھ لڑ کے مجھ سے

ہونٹون کو تو کھول ہے کہان تو
کیا منہ مین بھرے ہی گھنگنیان تو

غصّے سے وہ لال غم سے یہ زرد
گرم اوسکا مزاج اسکا دل سرد

سر صورتِ بائے بسم اٹھایا
جو دل مین تھا جوش منہ پہ لایا

بولا تو آگ ہو کے کیا لپکے
مٹّی ہو نمین آگ جس سے دب جائے

دل اوسکو دیا تو رہ گئی جان
یہ بھی ترے ہاتھون اسپہ قربان

امید قسم نہین کہ ٹوٹے
خماہش دھبّا نہین کہ چھوٹے

چھوٹے گی نہ جستجوئے فردوس
دم نکلے تو جائے سوئے فردوس

یان پائے بشر ہٹا ادب سے
وان آگ ہوئی پری غضب سے

جینا کیا اوسنے مشکل اسکا
مہندی کی طرح ملا دل اس کا

سر پر جو وہ آئی شامت آئی
آفت آئی قیامت آئی

دشمن ہوئی جان کی وہ جی سے
آنکھین دکھلائین دانت پیسے

اک دیو تھا سنگدل بلا کا
جامہ پہنے ہوئے قضا کا

صورت وہ کہ بدنمائی سب ختم
رنگت جس پر سوادِ شب ختم

دانت اوسکے کہ زرد زرد پتھر
دو دو انگل دہن سے باہر

ہر دم شکنون سے چہرہ بد
لیتا ہوا لہرین بحرِ اسود

پلکین اونسے خدا بچائے
نیزے ہین یہ زہر کے بجھائے

آنکھین وہ بلا بھرے بلا گرد
فتنے ان پتلیون کے شاگرد

لب ہل کے دکھاتے ہین کرامات — قینچی ہین کہ کاٹ دیتے ہین بات

بولی اوس سے کہ یہ ستمگر — ہے میری رگِ جگر کو نشتر

ہٹ مجھ سے کرے غضب خدا کا — پتلا ہے یہ آدمی بلا کا

تو قید سے اسکی آبرو لے — جسمین یہ عزیز چاہ بھولے

زنجیر کے سلسلے مین یون ڈال — چوٹی مین کسا ہو جسطرح بال

تن گھٹکے جو بال ہو تو جانون — یہ ماہ ہلال ہو تو جانون

وہ دیو چلا تفنگ کی طرح — دوڑا شیشے پہ زنگ کی طرح

دامن اسکا تھا ہاتھ اوسکے — سایہ سا چلا یہ ساتھ اوسکے

اک دشت نظر پڑا جنون خیز — مثلِ دلِ قیس وحشت انگیز

بالو وہ کہ بھاڑ سرد ہو جائے — ٹیلے سے پہاڑ گرد ہو جائے

دھوپ ایسی کڑی نہ دہر مین ہو — اوس سے تپ لازمی زمین کو

سرد اوس سے ہو گرمی جوانی — تلوار کی آنچ ٹھہرے پانی

وسعت سے خیال کو ندامت — چھوٹا کہین دامنِ قیامت

وان موجِ ہوا تھی تیغ آہن — وان نقشِ قدم تھا چشمِ دشمن

وان شاخِ شجر تھی مارِ خونخوار — وان برگ تھا شاخ مین لہرمار

اوس دشت مین ایک قیدخانہ — تھا مرغِ جنون کا آشیانہ

وحشت کے لیے بنا تھا وہ گھر — چشمِ آہو تھا حلقۂ در

ظلمت سے شبِ فراق ڈرجائے — عاشق کی نظر سے زلف اوترجائے

تنگی سے دلِ بخیل ہو تنگ — فق ہو گرمی سے دھوپ کا رنگ

گنتا وہاں کون آدمی کو — ملنے سے جنون ہو پری کو
بیکس نے وہ قیدخانہ پایا — برجِ عقرب مین چاند آیا
تاریک مکان مین وہ خوش اسلوب — یوسف تھا میانِ چشمِ یعقوب
یون چھپ تھا کہ چور تھا وہ گویا — زندہ در گور تھا وہ گویا
کھانے کو جو پوچھیے تو غم تھا — آنے جانے کو پاس دم تھا
بند آنکھ جو ڈر نے کی نہ کھولی — زنجیر بھی ہو کے چپ نہ بولی
وہ مجلس گرم اور وہ بیتاب — آتشکدے مین تھی جلے سیماب

ماہ عالم کے کھو جانے سے ساتھیون کا گھبرانا اور ایک درویش کے سبب سے پھر ہاتھ آنا

آمادہ جو رہے زمانا — ساقی کوئی جامِ بادہ لاتا
دل کشمکشِ بلا سے چھوٹے — قفلِ در تو یہ آج ٹوٹے
شہزادہ اسیرِ دامِ صیاد — لشکر دشتِ جنون مین برباد
بیچینی سے سب وہین پہ لوٹے — آنچل کی طرح زمین پہ لوٹے
چھوٹا تھا جو نورِ چشم کا ساتھ — پلکون کی مثال ملتے تھے ہاتھ
بولے بچھڑا حبیب افسوس — افسوس ہے اے نصیب افسوس
دانتون مین نہین زبان اپنی — اعضا مین نہین ہے جان اپنی
خود ہمکو وہ چھوڑتا بھلا کب — بو باغ سے نکلے ہے ہوا کب
دریا سے گہر نہ آپ نکلے — پتھر سے شرر نہ آپ نکلے
اے حضرتِ بخت کیا بشر ہے — پایان قدم آپ کا کدھر ہے

سیدھا رہا ہم سے شام تک تو — ٹیڑھا ہوا شب کو لے فلک تو

ایسی آنکھون پہ نیند چھائی — پہرے والے کو موت آئی

غفلت مین یہ داغ دے گیا چور — کاجل آنکھون سے لے گیا چور

تھا گشت مین شب کو او قمر تو — اندھیر ہوا رہا کدھر تو

آنکھین کھولے ہوے تھے تارے — دیکھا تو کیئے نہ کیون اشارے

یہ سچ ہے ہوا نہین تھی شبکو — تھی چاندنی یا نہین تھی شبکو

اندھی ہوئی ہائے شمعِ روشن — سوجھا اسے آنکھ سے نہ دشمن

مانا پردے گرے پڑے تھے — خیمے کے ستون تو کھڑے تھے

پردہ نہ کھلا کہ ہے یہ کیا بھید — کس ابر مین ہے نہان وہ خورشید

اختر کہ فراق سے تھا غمناک — آنسو کی طرح گرا سرِ خاک

غفلت ہوئی پردۂ رخ ہوش — قسمت ہوئی اوج سے ہم آغوش

طالع سے تھی ایک شکل باہم — امید کی صورتِ مجسم

سوتے مین نصیب اوسکے جاگے — دیکھا کہ خضر کھڑے ہین آگے

چونکا تو نگاہ مین تھی صورت — پیش آئی تلاش کی ضرورت

نالہ سا چلا اثر کا جویا — پتلی سا پھرا نظر کا جویا

اوس دشت مین ایک باغ پایا — مانندِ نسیم اندر آیا

اشجار ادھر اودھر کھڑے تھے — زہاد نماز پر کھڑے تھے

بلبل کی صدا کا پاک انداز — تکبیر کی آرہی تھی آواز

خوشے مین نہ تھے چمن کے انگور — سبحہ نکلا تھا بن کے انگور

دیکھا درویش اک کہن سال
باتین بحرِ کرم کی لہرین
پیشانیِ صاف روحِ مومن
یون لوٹ جہان سے قلب تھا صاف
چہرے پہ جو ضعف سے شکن تھی
قدمون پہ گرا برنگِ سایہ
اُفتاد سے آپڑی ہے سختی
کس مُنھ سے کہے غلام حضرت
لشکر پر بادشاہ گم ہے
ہم کیا سوئے نصیب سویا
بے شبہہ ہی بیخودی کی شے نیند
ہم سوئے تو شب کو چور آگے
سرمایۂ عیش تھا کبھی سر
قسمت نے اجل کے گھاٹ اوتارا
بولا وہ خدا خدا کرو جی
پردہ کبتک حجاب کبتک
کی پڑھ کے اِدھر اُدھر جو پوچھا
شہزادے کو کون لے گیا ہے
اتنی نہین جان آدمی کی

انسان صورت فرشتہ تمثال
آنکھین آبِ وفا کی نہرین
روئے شفاف عید کا دن
جسطرح ہو خانۂ خدا پاک
اک نور کی نہر موجزن تھی
بولا یا شاہِ عرش پایہ
روشن ہے ہماری تیرہ بختی
تسبیح ہے بے امام حضرت
اگردش مین نجوم ماہ گم ہے
پلکون نے جھپک کے دیدہ کھویا
یہ سچ ہی کہ نصف موت ہی نیند
شہزادے کو لے گیا اُڑا کے
اب دوش پہ بار ہے یہی سر
بحرِ غم کا نہین کنارا
اپنے مولا پہ من دھرو جی
ڈوبا رہے آفتاب کبتک
دیوون کی طلب تھی آ کے پوچھا
اس دشت مین یہ ستم نیا ہے
ہے راہزنی کسی پری کی

بولے وہ کہ بے خبر ہین ہم سب
وہ نور بنا ہے کس نظر کا
یہ سنکے اوڑے وہ رنگ کیطرح
زناٹے سے جارہے تھے ہمگیر
اوڑتے پھرے صورتِ خبر وہ
دیکھا کبھی شہر اور کبھی دشت
رستے رستے کو دیکھا بھالا
باغون مین لگائی تاک جاکر
ہر گوشے کو جھانکتے تھے جویا
کانون مین پڑی بشر کی آواز
یان نقش زمین کے نقش افسون
نالے دل کے شجر یہان کے
دم لیکے سُنا کہ کوئی مضطر
بجلی سی گری برابر اونکے
آواز پہ جاتے جاتے پہونچے
آیا نظر ایک قید خانہ
تنگی وہ کہ چشم مور کہیئے
رستا نہ ملے ہوا کو اوس مین
گھر گھر کبھی رات ہی کبھی دن

بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب
اب ہے وہ چراغ کسکے گھر کا
تیزی سے چلے تفنگ کیطرح
جسطرح گری کمان سے تیر
آندھی سے گئے ادھر اودھر وہ
کرتے رہے صورتِ ہوا گشت
کوچے کوچے کو چھان ڈالا
غنچون مین گئے ہوا بچا کر
خود تھے ہمہ تن نگاہ گویا
سُن ہو گئے وہ کہ ہے یہ کیا راز
یان دشت کے خار تشنۂ خون
چھالے دل کے ثمر یہان کے
سرگرم ہے آہِ آتشین پر
جلتے جلتے بچے پر اونکے
شعلون سے ہوا بچاتے پہونچے
یا طائرِ غم کا آشیانہ
ظلمت ایسی کہ گور کہیئے
ہو خوفِ بلا کو اوس مین
وان رات سے دن نہ کسی دن

دیکھی وہان ایک شکلِ زیبا
حیرت زدہ مثلِ نقشِ دیبا

تھا وہ یوسف میانِ زندان
پایا تھا ظلمت مین آبِ حیوان

دیکھا کہ ہے دیو حاجب نور
فلفل ہے نگاہبانِ کافور

کچھ اوسکی نہ روک ٹوک مانی
من سانپ سے چھین لین اٹھائی

سیدھے مثلِ قیاس پہونچے
سیارے قمر کے پاس پہونچے

دیکھا حالت نہین ہے تن مین
گویا نہین کچھ بھی پیرہن مین

گیسو فصلِ خزان کا سنبل
چہرہ جیسے چراغ کا گُل

پوچھا کہ اُٹھائی یہ کڑی کیون
آقا تمھارے سر پڑی کیون

شمع ویرانہ کیون بنے تم
جنگل کا خزانہ کیون بنے تم

جھجکا۔ تھرایا۔ ڈر کے رویا
گھبرا گیا۔ آہ بھر کے رویا

بولے وہ کہ خیر خواہ ہین ہم
رہزن نہین خضرِ راہ ہین ہم

مرہم ہین نمک نہ ہمکو جانو
پوچھین تو کہو کہین تو مانو

بولا۔ اک قیدیِ ستم ہون
لیکن شہزادۂ عجم ہون

گل ہون گو رنگ و بو نہین ہے
دُر ہون گو آبرو نہین ہے

الفت مین ہوا تھا خانہ برباد
غفلت مین ہوا ہین صیدِ صیاد

سایہ ڈالا پری نے مجھ پر
قبضہ کیا مشتری نے مجھ پر

لشکر سے اٹھا کے لا اوڑی وہ
آنکھون سے نکال لائی وہ نور

مجبور ہون جبر مشتری سے
انسان ہون دب گیا پری سے

خواہش پہ ہوئی جو کر کے ضد گرم
رگ پلکے خجل ہوئی وہ بے شرم

مانوں نہ وہ لاکھ ہو کشیدہ — بندہ نہیں اُسکا زر خریدہ
خار اوسکو ہوا جو سمجھی باغی — کی باؤلی ہو کے بد دماغی
آنکھیں جو نکالیں تا اوکھا کے — غول آئے مری نظر کے آگے
کھٹکا جو ہیں چشمِ مشتری ہیں — ڈالا کا جل کی کوٹھری میں
ظلمت سے ادھر بھی اور اودھر بھی — میں بھی قیدی مری نظر بھی
ہنسنے لگے کھلکھلا کے جو یا — غنچوں سے ہوئے وہ پھول گویا
کچھ وہم اوسے اس ہنسی پہ آیا — پوچھا پا چھا سُنا سنایا
بولے وہ اُٹھو لوٹھا وہ مضطر — بولے وہ چلو کہا کہ کیونکر
دیکھا تو ہے قیدیِ سلاسل — زلفوں میں پھنسا ہو جسطرح دل
کی پاؤں سے اوسکے دور زنجیر — توڑا وہ طلسمِ پیچ تقدیر
آرام سے جی کے ساتھ لائے — قرآن سا ہاتھوں ہاتھ لائے
درویش نے گود میں بٹھایا — نقطہ تھا وہ دائرے میں آیا
پوچھا کہ ہے کس چمن کا بوٹا — کون ایسی ہے دُھن کہ دیں چھوٹا
کی عرض کہ چھیڑیئے نہ یہ راگ — دیپک ہے جو گاؤں تو لگے آگ
سنگت والے الگ ہوئے ہیں — اب صورت نے فغان ہے اور میں
کم بخت ہوں بے نصیب ہوں میں — بیکس ہوں میں غریب ہوں میں
کہدی آخر بری کی چوری — دل کھول کے کھولی سینہ زوری
میوے دیئے کھانے کو کہا کھاؤ — چپکے کہا جانے کو کہا جاؤ
چلنے کو اُٹھا تو پہلے رک کر — تسلیم اوسے کی ادب سے جھک کر

پھر جانب خیمہ گاہ لی راہ / گردون کیطرف روان ہوا ماہ
اختر نے کہا کہو کہان تھے / بولا وہ پری کے میہمان تھے
یہ سنکے ہنسا وہ کہہ کے رویا / برق و یاران سے تھے ساتھ گویا
پوچھا کہ یہ کیون کہا کہ واللہ / فریاد تھی ہر نفس کے ہمراہ
زندان مین کہ زندہ گور مین تھا / پتلی تھا کہ چشم مور مین تھا
سقف اور زمین سے تھا بلا مین / دانہ سا دبا تھا آسیا مین
زنجیر کی وہ کڑی اوٹھائی / کاکل بھولا نہ یاد آئی
ہر دم ظلمت کا سامنا تھا / اپنی قسمت کا سامنا تھا
تاریک مکان اور در بند / آنکھون مین نگاہ تھی نظر بند
حسرت تھی کہ پھر جہان دیکھون / یا کم سے کم آسمان دیکھون
وہ عشق وہ گفتگو پری کی / وہ جوش وہ آرزو پری کی
وہ وصل پر اوس پری کا اصرار / اصرار پری پر اپنا انکار
انکار سے قید مین وہ جانا / دیوون کا وہ قید سے چھڑانا
صدمہ کہا اوس سے جسقدر تھا / تب دل پہ تھا اب زبان پر تھا
تھے چشم براہ اہلِ لشکر / ہر آنکھ کھلی تھی صورتِ در
آئے جو نظر یہ اختر و ماہ / پھولے نہ سمائے سب ہوا خواہ
ہمدرد تھے بے حواس شب کے / آتے ہی حواس آئے سب کے
غنچے مین برنگِ گل کھلا وہ / ہر ایک سے مثلِ دل ملا وہ
یون جوم رہے تھے سب قدم کو / جسطرح سے برہمن صنم کو

آرام طلب تھا وہ تھکن سے
تنہائی ملی تو پڑ کے سویا
خلوت کو سدھارا انجمن سے
تھا بخت وہ مشتری کا گویا

رہائی کی خبر پاکے مشتری کا گھبرانا۔ ماں کا جاتا اور مشتری کو گھر لے آنا

جمنے پہ جنون کا رنگ ہے آج
وحشت جو کہیں زیادہ ہو جائے
جو دیو تھا پاسبانِ زندان
بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت
دیوانہ پری کے پاس آیا
پھولا ہوا تھا کچھ اسقدر دم
بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر
زندان میں جوان اب نہیں ہے
دیوؤں کا وہ جستجو میں آنا
چکرا کے دکھایا بخت کا پھیرا
لائی وہ خیالِ نامرادی
تلوار تھی مانگ سر کی سر کو
دیدے جو ہوسے تھے فق سے لال
مُنھ فق تھا ڈرا ہوا غضب سے
غصّہ کیا ہو گا اس سے بڑھکر

ساقی مری عقل دنگ ہے آج
زنجیر یہ موجِ بادہ ہو جائے
گھبرا کے اٹھا وہ مثلِ طوفان
پرّان ہوا رنگِ روکی صورت
تن صورتِ بید تھرتھرایا
تھا پیٹ پہ دھوکنی کا عالم
بولی کہ یہ کیوں کہا مقدر
قالب تو ہی جان اب نہیں ہے
قیدی کا وہ قید سے چھوڑانا
روشن کیا جو ہوا تھا اندھیرا
اور آتشِ عشق کو ہوا دی
کانٹا تھی نگاہ چشمِ تر کو
ہر دم کا تھا آگ میں بُرا حال
لب ڈر کے لپٹ گیا تھا لب سے
اپنے جامے سے تھی وہ باہر

چھایا ہوا صحنِ باغ مین غم — جس پیڑ کو دیکھو نخلِ ماتم
بلبل کی صدا تھی صورتِ تیر — چلتی تھی ہوا برنگِ شمشیر
جاری تھا عرق سر آپ جو تھا — اک آبلہ ہر حباب جو تھا
غنچے دلتنگ گل پریشان — نرگس کو جو دیکھیے تو حیران
جو نخل تھا چپ کھڑا تھا ڈر سے — سایہ غش مین پڑا تھا ڈر سے
کہتی تھی نگاہ سبزہ گیا ہے — کانٹے کوئی بچھا گیا ہے
چکر مین تھی اِس طرح وہ بیکس — پڑ جائے بھنور مین جس طرح خس
کہتی تھی کہ کیا کرون مین مجبور — ہے سخت زمین آسمان دور
مین آئی کہن مین۔ چاند چھوٹا — اُن دیوون پر آسمان نہ ٹوٹا
تاج اونکو بچاؤ تو پری ہون — دنیل سے اوڑاؤن تو پری ہون
آئے جو نظر جنون کے انداز — سمجھانے لگین وہ تھین جو ہمراز
الجھن کو بڑھا نہ مثلِ کاکل — پڑ جائے نہ کوئی پیچ او گل
اُمیدِ پری بشر سے ہے خام — پانی نہ کرے شراب کا کام
چاہیے نہ ہما مگس کی صحبت — آتش سے بنے نہ خس کی صحبت
خورشید کو ذرّہ کیا ضیا دے — مہتاب کو شمع نور کیا دے
یہ نام جہان مین جو تو ہو — مانندِ نگین سیاہ رو ہو
اپنون پہ گران ہو بار ہو جاے — کھٹکے نہ آنکھون مین خار ہو جاے
رشتے والے الگ ہون کٹ کے — جو پاس ہین بیٹھین دور ہٹ کے
یہ چاہتے ہین وہ دم کا ساتھی — لیکن نہین کوئی غم کا ساتھی

بھولے ظلمت مین آنکھ کا نور
پتے ہون خزان مین بکھرتے دو

مانندِ چراغ اب نہ جل تو
جوبن سے نہ مثلِ شمع ڈھل تو

خو بگڑے تو جائے قدر جانی
نشہ نہ رہے تو مر رہے پانی

دھبّا جو لگے تو ناک کٹ جائے
داغی جو ہو پھل تو لطف گھٹ جائے

بولی مجھے چاہو یا نہ چاہو
اب داغ نہ دو چلو ہوا ہو

سودا مینے لیا تمھین کیا
مال اپنا تھا دل دیا تمھین کیا

مین بن چکی بس بگاڑ ناحق
ناساز سے چھیڑ چھاڑ ناحق

کیون بکتی ہو کچھ سنو گی کیا تم
مین چاہ مین باؤلی ہون یا تم

پیّا سی زبان اور کڑے بول
چھوٹا سا تو منھ بڑے بڑے بول

بالا رہی بات اب ٹلو بس
گھر گونج اوٹھا چلو چلو بس

مین جان سے جاتی ہون بیانا
تم کوئی نہ میرے ساتھ جانا

دیوانی بھتی سہتی کیا کڑی وہ
بالون کی طرح الجھ پڑی وہ

لیٹی تو گری خمار لے کر
چونکی تو اوٹھی غبار لیکر

تڑپی تو چمک گئی کسی سمت
نکلی تو بہک گئی کسی سمت

غصّے سے ہوئے جو لال دونون
انگارے سے دہکے گال دونون

سمجھانے جو آئین سمجھین مطلب
سُن ہو گئین سُنتے گئین سب

تنگ آیا جو پایا اسکو بے تنگ
گھبرا کے اوڑین وہ صورتِ رنگ

مانند ہوا چلین وہان سے
جا کر ملین مشتری کی مان سے

چہرے اُترے ہوے تھے سب کے
جلسے بیاہ جان بلب سے کے

بولی وہ کہ ہوش میں خلل کیوں — اس عیش میں رنج بے محل کیوں

بولیں یہ کہ عیش اب کہاں ہے — آرام نصیب دشمناں ہے

دم ناک میں ہے کہیں نکل جائے — عزت گئی ناک کٹ گئی ہائے

انسان کی چاہ ہے پری کو — یوسف ہے عزیز مشتری کو

رنج کے لانے کی گھات کہہ دی — کھلکر پردے کی بات کہہ دی

یہ سنکے چلی وہ جانب باغ — ملتے تھے یہ شکن کلیجے میں داغ

تلووں سے لگی بجھی جلتی آئی — انگارے وہاں اُگلتی آئی

دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا — پہلے تو پری تھی اب ہے سایہ

وہ پیچ نہ زلف میں نہ وہ خم — وہ جان نہ جسم میں نہ وہ دم

ملے تپ غم کے لب ہوئے خشک — تر تھے عناب اب ہوئے خشک

گالوں پہ جو چھائی ہے اداسی — دو پھول تو ہیں مگر ہیں باسی

حیرت زدہ سے نظر ملا کر — کہنے لگی آئنہ دکھا کر

تو اور ہے یا وہی پری ہے — کس منہ سے کہوں کہ مشتری ہے

چپ ہے گویا ہے بید ہیں تو — دی جان خدا نے بت نہ بن تو

کیوں عشق بشر میں کھاتی ہے داغ — گل شمع کا کب ہے قابل باغ

تو مہر وہ ذرہ لاگ کیسی — الو ہما کو بڑھی یہ آگ کیسی

ہیں یہ ترے کھیل کود کے دن — آتے نہیں ہاتھ پھر گئے دن

مٹی نہ کر آبرو کو جانی — اندھا ہے کنواں جو ہو نہ پانی

کیوں چاہ میں گر کے رو رہی ہے — کیوں جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

گھر بار بھی بھولی مشتری تو — کیا باغ کے ہاتھ بک گئی تو

بے فصل اس باغ مین ہی کیا کام — شاخین نکلین گی ہوگی بدنام

شرمائی وہ سنکے پندِ مادر — ڈالی اشکون سے منھ پہ چادر

کہنے لگی بات کیا ہے دم لو — مین کچھ نہین جانتی قسم لو

آنکھون سے نہین کسی کو دیکھا — دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا

اس باغ مین کوئی گل جو کھلتا — پتی کو پتا ضرور ملتا

نرگس کچھ دیکھتی تو کہتی — سوسن کی زبان چپ نہ رہتی

بو پائی ہو کچھ تو گیتکی بول — گلبرگ اپنی زبان تو کھول

آنکھون سے عیان ہی سرخی قہر — بو یا کسی بِس کی گانٹھ نے زہر

سمجھون تو کیہ ہے یہ کیا شگوفہ — کیا کوئی کھلا نیا شگوفہ

بولی گھر چل کہا کہ کیا عذر — سایہ تھی کہ ساتھ تھی بلا عذر

رنگت کی روش اڑی ہوائی — دولت کی مثال گھر مین آئی

پوشیدہ خیالِ یار منظور — ہو رشتۂ شمع جیسے مستور

سرخی رنگت کی تپ نے کی گرد — گیندے کی طرح وہ ہوگئی زرد

سوچی کہ سکوت اب کہا تک — حرف آئے نہ پے کہے زبان تک

پیاسا چل پھر کے چاہ ڈھونڈھے — بھٹکا جنگل مین راہ ڈھونڈھے

سب حسن مرا شباب تک ہے — یہ دھوپ اسی آفتاب تک ہے

جاتی رہی یہ بہار تو کیا — بے فصل ملا نگار تو کیا

تھی بدلے ہوا کے آگ گھر مین — بھبکا لگا نکلنے طرف سر مین

آخر پنہان نظر کی صورت
گھر سے وہ اوڑی خبر کی صورت

کب صرفِ دل و جگر تھے کمزور
اِسنے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور

ہاتھون مین ذرا سکت نہین تھی
پائونمین چلت پھرت نہین تھی

قد بڑھکے یہ بول اوٹھا کہ جھکیے
بل کھاکے کہا کمر نے رہ گئے

مان نے جو سُنا تو مثلِ صرصر
دوڑی پئے جستجوے دختر

دیکھا کہ وہ انتشار مین ہے
سورج میرا غبار مین ہے

گرمی اوسے غصّے کی جتائی
رستے کا چراغ گھر مین لائی

وحشت زدہ کو پنہائی بیڑی
منّت پوری ہوئی جنون کی

پریان گھیرے ہوے نگہبان
گرد آنکھ کے جیسے ہوے مژگان

بحرِ طلسم مین شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ دنون بعد اس بلا سے رہائی پانا

ڈوبا دل بحرِ غم مین ساقی
بن جائیگی جی پہ دم مین ساقی

اب تو چلیے پارِ کشتیِ مے
بیڑا کرے پار کشتیِ مے

وہ ریگِ روان وادیِ غم
وہ رہروِ شوق ماہِ عالم

چھوٹا جو گہن سے صورتِ ماہ
شب ہو گئی پردۂ رخِ راہ

آتا نہ تھا شب کو یون اوسے چین
دل تلف مین جسطرح ہو بیچین

بستر پہ وہ اضطراب کی شکل
تھی آب پہ موجِ آب کی شکل

ڈر تھا کہ کوئی بلا نہ آجائے
یہ دیو سیاہ شب نہ کھا جائے

تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا
تھا بخت اپنا کہ پڑ کے سویا

اٹھنے مین نسیم صبح آئی
چھوٹی رخ ماہ پر ہوائی

جب مہر سپہر نکلا
گردون سے وہ مثل مہر نکلا

چلنے کو تھا مثل موج بیتاب
آگے کو بڑھا برنگ سیلاب

دن بھر رہا گرم روزمین پر
جسطرح فلک پہ شاہ خاور

دن گھٹ کے قریب آئی جب شام
اک بحر روان سے پڑ گیا کام

پانی کہتا تھا اب ڈبویا
تھا قول حباب دم مین کھویا

وہ جوش شباب جس سے شرمائے
دامان سحر سے پاٹ بڑھ چلے

ظاہر کردے بھنور کی گردش
قسمت کی فلک کی سر کی گردش

پھیرے ہر موج کی روانی
تلوار کی آبرو پہ پانی

سورج جو ہوا نظر سے مستور
ظلمت ہوئی زلف چہرۂ نور

ساحل پہ رکا وہ خانہ برباد
جیسے حیرت سے لب پہ فریاد

جاری رہے اشک نہر کیطرح
بے چین رہا وہ لہر کیطرح

جب غرق ہوا سفینۂ ماہ
طوفان کیطرح اوٹھا وہ ذیجاہ

کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا
چکر مین بھنور کی طرح آیا

تھا وہ بھی طلسم و نیرنگ
ہو سنگ سے آب آب سے سنگ

کف دیکھ کے بحر کے لبون پر
دل کو ہوا جوش قہر کا ڈر

دریا ہوا جاری روتے روتے
دیدے ہوئے بحر غم کے سوتے

مجبور پڑا ابلا سے پالا
گھوڑا دریا مین اوسنے ڈالا

پانی نے کیا گران قدم کو
موجین ہوئین بیڑیان قدم کو

کف صید پہ جال لے کے آیا
گرداب نے طوق اوسے پنھایا

چشمون نے نہ کی نظر کہ ہے کیا
سوتون نے نہ لی خبر کہ ہے کیا

قسمت نے بشر سے بت بنایا
اللہ اوس وقت یاد آیا

غوطے مین وہ آ گیا کہ کیا ہے
پانی پتھر یہ کیا بلا ہے

تن غرق بصورت گہر تھا
ظاہر مثل حباب سر تھا

مجبور نصیب نے کیا حیف
پتھر چھاتی پہ دھر دیا حیف

کس مین دم تھا نکالتا کون
پانی کا پہاڑ ٹالتا کون

حیرت زدہ بسکہ صورتین تھین
گویا پتھر کی مورتین تھین

سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا
جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا

اک صبح کہ جلوۂ خدا تھی
یا جبہۂ صاف پارسا تھی

یا نور رخ حبیب کہیے
یا خندۂ خوش نصیب کہیے

شہزادے کو پا کے سخت دلتنگ
پانی پانی ہوا دل سنگ

پتھر سے ہوا جو موم پانی
مجبور مین آ گئی روانی

طے منزل آب کر کے نکلا
آخر اوس پار اتر کے نکلا

سوچا کہ مقیم کیون یہان ہو
پانی کی روش چلو روان ہو

ہمت نہ گھٹائے بحر بڑھ کر
آ جائے نہ فوج موج چڑھ کر

اہل لشکر سے تھے نے خور و خواب
رک رک گئے مثل تیغ بے آب

دم لینے کو تھم گئے وہین پہ
سبزے کی روش جمے زمین پر

گھیرے ہوئے تھی تھکن جو سبکو
سستائے برنگ مہر شبکو

ہرنو کے پیچھے ماہ عالم کا جانا۔ ایک باغ کی ہوا کھانا پری کی لگاوٹ۔ شہزادی کی رخصت پر ہٹ۔ جادو سے طوطا بنا کر شہزادے کو قفس مین ڈال دینا۔ دوسری پری کا قید سے نکالدینا۔ قید کرنیوالی کی بجلیپا اور جستجو غضب کے ساتھ یاس کی گفتگو

پھر جھوم کے ساقیا اوٹھا ابر
پھر ٹوٹ گیا ہے شیشۂ صبر

پھر کھول در شراب خانہ
پھر کشتی بادہ کر روانہ

جب لیلی شب نے منھ چھپایا
سر کھول کے قیس مہر آیا

سوتے ہوئے رات بھر کے جاگے
ہمت بولی کہ بڑھیے آگے

دل بڑھنے کی دھن مین کم نہین تھا
دل سے گھٹ کر قدم نہین تھا

اون سے بڑھ کر نگاہ مغرور
سب سے آگے تھی چشم بد دور

القصہ بڑھا وہ غیرت ماہ
ساتھی مثل نجوم ہمراہ

آئی گل مہر پر جو زردی
اک دشت نے راہ کھونٹی کر دی

اوس دشت بلا مین موج صرصر
تھی طائر ہوش کے لیے پر

گرد اوسکی غبار طبع ناشاد
بیلون سے زمین بدام صیاد

سبزہ تو بہت مگر وہ سب خار
جو پائے نظر مین چبھ کے ہوا پار

دوزخ کا شرر وہان کا ہر گل
دوزخ کا دھوان وہان کا سنبل

کنکر جو کوئی سرزمین تھا
وہ دل کی گرہ سے کم نہین تھا

آئے کانٹے کو دیکھکر یاد
موئے مژگانِ چشمِ جلاد

تھا گرمِ سفر وہ صورتِ بو
دیکھے اُتنے مین چند آہو

مائل تھے وہ سوئے سبزۂ دشت
جسطرح نگاہ وقتِ گلگشت

یہ اونپہ چلا خدنگ کی طرح
وحشت سے اوڑے وہ رنگ کیطرح

کچھ خاک نہ جز غبار پایا
صدمہ عوضِ شکار پایا

لشکر چھوٹا انیس چھوٹے
ہمدم چھوٹے جلیس چھوٹے

بس ہمنفس ایک اُوسکا دم تھا
سایہ کم و بیش ہمقدم تھا

جنگل مین مثالِ ریگ ماہی
وہ خاک بسر ہوا جو راہی

تقدیر نے تازہ گل کھلایا
اک باغ مین جاتے جاتے آیا

وہ باغ کہ جنت اوسکی کیاری
آبِ جاری کہ فیضِ جاری

سنبل الجھے تو زلف کہلائے
سیدھی پٹری سے مانگ ہو جائے

برگِ گلِ تر جو لب ہلاوے
بیجان ہزار کو جلاوے

خوش قد بوٹون پہ قد کو وارین
نرگس سے لڑین تو آنکھین مارین

سبزے سے خضر کا رنگ ہو زرد
انگارے ہون گل کے سامنے سرد

نرگس کھولے اگر زبان کو
معشوق زبان دراز چپ ہو

بوئے یوسف شمیم گلشن
زاہد کا نفس نسیم گلشن

چشمہ پرتو کسی جبین کا
بنگلا گھونگھٹ کسی حسین کا

شاخین جو ہوا سے ہل رہی تھین
مستانہ ادا سے ہل رہی تھین

اوس ہلنے سے تھی طلب ہویدا | تھے انگلیون کے اشارے پیدا

سوسن بولی کہ آئے آئے | گل مارے خوشی کے کھلکھلائے

پھل بار سے جھکے برائے تسلیم | کی اُٹھ کے حباب جو نے تعظیم

شمشاد تھا سرو قد ادب سے | گرداب تھا رقص مین طرب سے

کلیون نے بلائین لین چٹک کر | فوارون نے دُر کیئے نچھاور

گلگشت مین اِک پری وہان تھی | گلشن مین برنگِ جو روان تھی

آنکھون مین کھبی تھی باغ کی دوب | چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب

چکرائی کہ یہ شگوفہ کیا ہے | نیرنگ نیا فسون نیا ہے

یان دار ہے ہر شجر بشر کو | یان بار ہے ہر ثمر جگر کو

پتا پتا ہے داغِ سینہ | کانٹا کانٹا نگاہِ کینہ

مشکل ہے خیال کی رسائی | قسمت اسے کس روش سے لائی

پوچھا جو مزاج کو کہا خیر | پوچھا سبب آنے کا کہا سیر

بو فتنے کی آئی اس چمن سے | ہوش اُڑ گئے مثلِ مرغ سن سے

کانپا سہما ہٹا ذرا وہ | پھرنے کے لیے مڑا ذرا وہ

بولی وہ کہ رام کر کے رم کیون | تم رک گئے صورتِ قدم کیون

آنکھین جو پری کی لڑ گئی تھین | پیچھے وہ بلائین پڑ گئی تھین

زلفین جو بڑھین کہ مشکین کس لین | جھجکا وہ کہ ناگنین نہ ڈس لین

برگشتہ جو مثلِ بخت پایا | قدمون پہ گری وہ جیسے سایا

بولا یہ جھجک کے آپ یہ کیا ہے | بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے

بولا کس نے یہ کی ہے چوری
بولی چوری کہ سینہ نوری

تم نے ہان ہان تمھین نے واللہ
دیکھا دیکھی مکرتے ہو واہ

زلفین دیکھون ادھر تو آؤ
دل پاس نہین قسم تو کھاؤ

ٹیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو
لپٹی وہ کمر سے شکل گیسو

روٹھا تو لگا وٹون پہ لائی
بگڑا تو بناوٹون پہ آئی

سمٹا تو وہ پھیلی جس طرح بیل
اوکھڑا تو جمائی جڑ کہ ہو میل

پھنسکر جو ہوئی رہائی مشکل
ٹوٹا امید کی طرح دل

دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ
سیّارہ تھا قطب ہو گیا وہ

بھولا گل آفتاب جسدم
نیند اوسکی اوڑی برنگ شبنم

سودا فردوس کا تھا سر مین
دوزخ مین تھا یا پری کے گھر مین

خصمت کا ہوا جو اوس سے طالب
بولی تو جان مین ہون قالب

مین جان سے جاؤن تو اگر جائے
سر جلے تو ہان یہ درد سر جائے

دل رُخ نہین سر نہین پھرے کیون
کچھ تیری نظر نہین پھرے کیون

تو خاک اُلفت کا حال سمجھا
کچّے دھاگے کا جال سمجھا

سُن کھول کے کان میرا کہنا
کہتی ہون کہ مان میرا کہنا

دونون مین کٹھن معاملہ تھا
ضد سے ضد کا مقابلہ تھا

ہٹ اِسکی بڑھی تو بڑھ گئی لاگ
جی اوسکا جلا تو ہو گئی آگ

پھر افسون مین دیکے غوطا
انسان کو کیا پری نے طوطا

تھا پہلے حسین آدمی زاد
طوطا جو بنا بنا پری زاد

منقار سے لعل خون کھاتا
فیروزہ پرون سے داغ پاتا

انگین سخنی سے پھول جھڑتے
غنچہ دہنون کے منہ بگڑتے

آنکھون سے لہو کا رنگ روشن
سرمایہ جنون کا طوق گردن

کچھ بازوؤن پر جو لال پر تھے
داغ سوزِ دل و جگر تھے

لائی قسمت فسون کے بس مین
فیروزہ تھا خاتمِ قفس مین

تھا اتنا جنون زدہ بدن سب
ٹکڑے ٹکڑے تھا پیرہن سب

تن طائرِ روح کو قفس تھا
کانٹا تھا کہ جسم مین نفس تھا

منقار کو کھول کر دکھاتا
انگارے کے ٹوٹنے کا نقشا

اپنی بپتی جو سوچتا وہ
اپنے پر آپ نوچتا وہ

اوس مصیبت مین اور اک پری تھی
یوسف کی رہائی چاہتی تھی

ہر چند پری کی تھی نرم تھا دل
تھا آگ کا جسم موم کا دل

موقع کی جو ایک رات پائی
اوسنے مطلب کی گھات پائی

توڑا وہ قفس تو بند ٹوٹا
آزاد ہوا اسیر چھوٹا

بوٹے سے بنا جو سروِ آزاد
لشکر کو چلا وہ خانہ برباد

چھوٹے ہوئے تا قلے مین آیا
پھوٹی آنکھون نے نور پایا

گردون نے بلائے شب جو ٹالی
چونکی طوطا پڑھانے والی

طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور
سمجھی وہ کہ لے اڑا کوئی چور

طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا
دل بھی دستِ ہوس بھی ٹوٹا

کالی آنکھین لہو نے کین لال
انگارے ہوے وہ پھول سے گال

چہرہ کُندن سا تمتمایا
الماس سے لعل کو دبایا

طائر کی مثال اوڑ گیا رنگ
جھنجھلا کے کہا کہ ہین یہ کیا رنگ

او سروِ چمن ادھر تو آ تو
طوطا مرا کیا ہوا بتا تو

او سوسنِ باغ تو بیان کر
او چاندنی راز تو عیان کر

بتلا تو شمیم تو کہان تھی
سچ کہدے نسیم تو کہان تھی

برگِ گلِ لالہ تو ہی لب کھول
کیا تو گونگی ہے او کلی بول

دیکھا نہ کہ کیا پڑی تباہی
اندھے ہوے آئینے الٰہی

روزن تو نے نہ دیدہ کھولا
چھوٹے منھ سے یہ ذرہ نہ بولا

کس ڈر سے کھلے نہ بام کے لب
کس خوف سے دب گئے ستون سب

توڑے گلدستے داغ کھاکر
باندھا پردون کو کچھ چھپا کر

شاخون پہ اوٹھائی بھونکی تلوار
نرگس کو دکھائی چشمِ خونخوار

سنبل کو کیا اسیرِ زنجیر
لو کو کیا چار سمت تشہیر

پھینکا کانٹون کو اِک کنارے
منہدی کو مَلا جلن کے مارے

پیچھے پڑی اسقدر پھلون کے
پک پک گئے بس جگر پھلون کے

بادِ سحری نے دم بھرا سرد
چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد

روتی پھرتی تھی جوے گلشن
جاتی ہے اب آبروے گلشن

منھدی ٹٹی کی آڑ مین تھی
رنگت پتی کی آڑ مین تھی

رقت سے تھی چشمِ حوض پُرنم
غیرت سے تھی آب آب شبنم

چپ چپ غنچے خوف سے غضب کے
طوطے سے اوڑے ہوے تھے سب کے

حیرت تھی عیان شجر شجر سے
تھرّاتی تھی شاخ شاخ ڈر سے

بوٹے بوٹے نے داغ کھایا
پتّے پتّے کو لرزہ آیا

رگ رگ سوکھی تھی دم کہان تھا
جو پیڑ تھا پوست استخوان تھا

برہم مثلِ مزاج ہو کے
بکنے لگی باولی سی رو کے

طوطا صیّاد نے اڑایا
چڑیان رہین چپ اڑین خدایا

پہرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے
کانٹے بستے ہی مین پڑے تھے

سوسن کی زبان کیا تھی بے حس
کیا پھوٹ گئی تھی چشمِ نرگس

کیا باغ مین سو رہا تھا سویا
کلیان نادان ہی تھین گویا

شاخون نے نہ برچھیان لگائین
پتّون نے نہ تالیان بجائین

پھیلائے ہوئے تھین جال بیلین
چلنے دیتین نہ چال بیلین

غنچون کو حجاب کی پڑی تھی
اس سبزے کو خواب کی پڑی تھی

کام آیا نہ خاک دامِ سنبل
ٹھہرائے بلا سے نامِ سنبل

پکڑا کسی خار نے نہ دامان
زنجیر بنا نہ عشق پیچان

سنتی ہون ہوا تو گشت مین تھی
شاید اسوقت دشت مین تھی

تاکا نہ عدو کو تو نے او تاک
آنکھون مین پڑی نہ اڑ کے او خاک

تو نے نہ دیا نسیم جھٹکا
کانٹا بھی تو پانون مین نہ کھٹکا

کس سوچ مین تھے یہ سر جھکا کے
کچا کوئی ان پھلون کو کھائے

انگور تو مے پرست ٹھہرے
کیا ان سے کہون یہ مست ٹھہرے

لب کھول کے حوض کیون نہ بولا
فوارے نے کیون دہن نہ کھولا

موجین دوڑین نہ ہو کے بیتاب
غافل رہے سب جہاں جس کے
سایہ بھی نہ کاش پڑے سوتا
قمری کو کوکنے سے ٹوک دیتی
منھدی ہی جکڑتی ہاتھ یا پاؤن
آگاہ نہ مجھے یہ مور کرتے
آنے والی نسیم ہے بس
ہاں لوٹ سے پاک انکا دامن
غنچون کو جو کچھ کہون تو چٹکین
پھولون کو جو ٹوکون منھ پھلائین
پھر کون ہے جسپہ کچھ گمان ہو
کیا سمجھی تھی مین یہ گل کھلے گا
ناریخ لگکے رنج جھیلا
آئے نہ شریفے میرے کچھ کام
آگاہ جو بیر سے مین ہوتی
اسنے بھی نہ خاک ادا کیا حق
ٹیٹھے سے کھٹائی مین پڑی مین
بوٹے ہین یہ دیکھنے کو چھوٹے
لالہ کم امسے ہے مین سمجھی

طوق گردن ہوا نہ گرداب
کیا تھے نہ شریک آبرو کے
کیلا ہی گلے کا ہار ہوتا
انگور کی ٹٹی روک لیتی
نرگت ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن
سر پیر چلاتے شور کرتے
جلنے والی شمیم ہے بس
اکڑے کوئی خاک انکا دامن
کانٹونکا جو نام لون تو کھٹکین
چڑیون سے جو بولون غل مچائین
منھدی ہی کا چور ہو تو ہان ہو
گلشن سے یہ پھل مجھے ملے گا
تقدیر سے کچھ پھلا نہ کیلا
ہے ان کا شریف نام ہی نام
کیون بیر لگا کے کانٹے بوتی
پالا پالک کو میں نے ناحق
پی جاؤن گی اسکا خون ابھی مین
جتنے چیرے ہین اتنے کھوٹے
دل اسکا سیاہ ہے مین سمجھی

امید بہی ہی سے ہے خام
گلشن پہ پڑے الٰہی پالا
ہنستے ہین یہ گل تباہ ہوجائین
ہو سرو کا پاؤن شل الٰہی
جڑ پیڑ سے اوجڑے او چمن تو
پہل پائین نہ پہل جہان بہر مین
سبزے پہ الٰہی اوس پڑ جائے
مٹ جائے جہان سے نشان ہو
پیڑون کے سرون پہ برسین پتھر
پہولین پہلین حشر تک نہ پہلیان
ٹھنڈہی ہون حوض تو جو گر جائے
چوسون گی انار کا لہو آج
کاٹون گی یہ پیڑ جسطرح ساگ
او تخم بگاڑ دون گی تجھکو
انگور کی کھینچ لونگی کھال آج
شفتالو تری ناک کاٹ لونگی
اجامن دنیا مین خوار تو ہو
کچا چڑیون کو کھاؤن کی میت
تا چین کدنا ہی تن کے طاؤس

کھیئے آسیب سیب کا نام
لالے کا چمن مین منہ ہو کالا
یہ فلسے روسیاہ ہوجائین
دنیا مین نہ پائے پہل الٰہی
ہو جائے سفید یاسمن تو
لٹکے رہین چور سے شجر مین
پامال ہون خار بیل او جڑ جائے
یہ نہر چمن روان دوان ہو
جہاڑو پہر جائے اس روش پر
دل تنگ رہین ہمیشہ کلیان
پانی تری آبرو پہ پہر جائے
گیندے کو کرونگی زرد رو آج
مہتابیون مین لگاؤنگی آگ
بس کہو دے گے گاڑ دون گی تجکو
سنبل ترے نوچ لونگی بال آج
لیمو تجھے آج چاٹ لونگی
اللہ کرے سیاہ رو ہو
دنیلسے ادہمین اوڑا دونگی مین
ہاتین نہ سبز قدم چمن کے طاؤس

ناچ او ننا نچاؤں جلتی کد ہے
کیا کیا نہ ستم کروں گی واللہ
دور او شبنم کہیں فنا ہو
چھاتی پھٹ جائے تیری او گل
قمری کے گلے مین طوق ڈالو
تواردن کے لوٹ لو خزانے
پیسون منھدی کو ہین جو بس ہو
لو کا لگے جھاڑ مین تو خوش ہون
شمشاد کی سب اکڑ نکالون
اچھا پازیب کیون نہ بولی
کیا منھ مین بھرے ہوے تھے گھنگھرو
مانا کہ کڑے گرے ہین دل کے
آویزے سے ہلے نہ کس کے ڈر سے
چھلّون کا چلا نہ جوڑ افسوس
بھولا تو دا او علی بسند
ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی
طائر چھلے سے یون نکل جائے
یہ بھی نہ ہون دستگیر افسوس
ایسے مین نہ آئین کام گو تجین

دون داغ یہ داغ تو سند ہے
منھدی کو قلم کروں گی واللہ
کیون آئی نسیم چل ہوا ہو
اللہ کی مار تجھ پہ سنبل
کانٹے یہ کھٹکتے ہین نکالو
موجون کے لگاؤ تازیانے
تلوون سے ملون جو دسترس ہو
پتے جلین جھاڑ مین تو خوش ہون
مین باغ سے اس کی جڑ نکالون
کیون آنکھ نہ آرسی نے کھولی
چپ تھے کہ مرے ہوے تھے گھنگھرو
چھڑکے نہ چھڑے جگہ سے ہل کے
کیون نکلے نہ یہ نگینے گھر سے
توڑے نے کیا نہ توڑ افسوس
اب سوچ بچاؤ او علی ہند
چھاتی پہ ہی چوٹ دُکھ دھکی کی
پھر کون اسے سر چڑھا کے پھل پائے
دل کیون نہ ہو کنگنون سے مایوس
منھ موڑ گئین تمام گو تجین

مالا میرا جو یار رہو تا
بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی
سونے والے ہین یا تو پالے
نادانی سے یہ بھی کر گئے بیر
بس بوے وفا نہین کسی مین
مسّی کا جمے نہ رنگ الٰہی
اشجار سے کھنچ کے تن گئی وہ
بگڑی بوٹون سے داغ کھاکر
ایسی کنگھی سے او بھی وہ گل
ڈھونڈھ آئی ادھر بھی او ادھر بھی
روئی چلائی غل مچایا
سنّاٹے مین تھے سب اہلِ گلشن
کچھ اِتنا ہوا مین سہم بھرا تھا
اوترا صدمے سے چہرۂ گل
نرگس ہوئی خوف کھاکے بیمار
پتّا تھا تو زرد ہوگیا تھا
شبنم قسمت کو رو رہی تھی
موجین لب جو پٹکتی تھین سر
غصّہ تھا کہ قہر ڈھا گیا کون

دشمن کے گلے کا ہار ہوتا
چوڑی ہی لپک کے ہاتھ لیتی
یا ہمین بالا بتانے والے
موتی ہاین ہین یتیم کیا کہون خیر
کانٹا سی چھبی ہی کیل جی مین
ہوا اسکو نصیب روسیاہی
چالا مکڑی کا بنگئی وہ
روٹھی پھولون سے منھ پھلاکر
اوبھے ٹلنے سے جیسے کاکل
طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی
سر پر سارا چمن اوٹھایا
چپ تھی گونگے کی طرح سوسن
پُر آبلہ جسم تاک کا تھا
چھٹکے ماتم مین موئے سنبل
کانٹے ہوئے سوکھ سوکھ کر خار
پانی تھا تو سرد ہوگیا تھا
گل کا دامن بھگو رہی تھی
گرداب کی عقل کو تھا چکر
آخر طوطے کو کھا گیا کون

چکرائی اِدھر اُدھر پھری وہ | آنسو جس طرح چشم تر سے
مایوس ہوئی تو یون گری وہ | پایا جیسے کوئی گرے نظر سے

رستہ چلتے جنگل مین کالی آندھی کا آنا۔ اختر کا بھٹک کے ایک باغ مین جانا۔ گوہر سے ملکر شکوا آسایش اور صبح کو پھر لشکر پانا

برہم ہے مرا مزاج ساقی | مے آگ ہے مجکو آج ساقی
شیشہ نہین آبلے سے کچھ کم | ساغر نہین ہے یہ چشم پرنم
قسمت نے تمہین سے جب چھوڑایا | سیارہ دن مین ماہِ عالم آیا
آنکھون مین پھر آیا نور جاکر | روح آئی تنون مین دور جاکر
گردش جو رہی تھی صورتِ چاک | منھ تک نہین کچھ گیا تھا جز خاک
دانے پانی کو اہلِ لشکر | بوٹون کی روش سے جمے زمین پر
شبنم سے تھے بشر کو | جو شب کو گرا وہ اٹھا سحر کو
ہوتے ہی سحر نجوم سیار | تھے صورتِ مہر گرم رفتار
وہ دشت تمام لوحِ افسون | سطرِ جادہ مین شر کا مضمون
رخ خاک کا پُر غبار اوسمین | ہر ذرے کو انتشار اوسمین
کھلتے تھے وہان بگولے چکر | مرغانِ ہوا کے جلتے تھے پر
کانٹے کھٹکے سے خشک رہتے | چشمے ناسور ہو کے بہتے
بالو وہ کہ بھاڑ جابجا گرم | سایہ کچھ دھوپ سے سوا گرم
تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ | ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ

تقدیر وہاں یہ رنگ لائی — کالی آندھی بلا سی آئی

ظلمت میں گھرے تھے یوں وہ ناکام — جیسے کافر کے دل میں اوہام

گم صورتِ ہوش ہو گئی راہ — خود گم ہوے سب تو کھو گئی راہ

شہزادہ کہیں کہیں تھے ساتھی — اوسوقت کی اور ہی ہوا تھی

چکرائے وہ سب جو راہ بھولے — گویا جنگل میں تھے بگولے

آخر بختِ سیاہ چمکا — جب گرد چھنٹی وہ ماہ چمکا

بے شمع تھے منتشر پتنگے — ٹوٹے سرِ شمع پھر پتنگے

چھوٹا سیاروں سے اک اختر — آوارہ ہوا وہ مثلِ صرصر

سارے جنگل کی خاک اوڑائی — شہزادے کی گرد تک نہ پائی

تلووں میں یہ خشک کانٹوں کا حال — ہوں جیسے برش میں سیکڑوں بال

یا سایہ تھا ساتھ اوسکے یا دم — یا ٹھوکریں کھانے کو تھیں یا غم

ہرچند پھرا وہ صورتِ سر — لیکن اوسکو ملا نہ لشکر

دیکھا وہاں پھرتے پھرتے اک باغ — جو دے دلِ داغدار کو داغ

در صورتِ دیدہ وا جو پایا — مانندِ نگاہ اندر آیا

گل تھے عذرا کے گال سے خوب — سنبل لیلی کے بال سے خوب

شیریں تھا ثمر وہاں کا — فرہاد شجر وہاں کا

اوس باغ میں یہ بہار دیکھی — کوٹھی اک زرنگار دیکھی

کوٹھی تھی کہ قدرتِ الٰہی — رضوان دربان ملک سپاہی

بند اوسکے دروں سے چشمِ محبوب — پردوں سے حجابِ ناز محجوب

دیکھین وہ ستون تو ایسے تھرائین
جھک کر اسی رُخ کلاہ کیطرح
اِک شخص تھا زیبِ مسندِ زر
مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا
رُخ گرد سے ابر مین قمر تھا
روشن چہرے سے بیجو اسی
پُر گرد جو زلفِ پرشکن تھی
سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد
پوچھا کیا نام ہے کہا غبار
پوچھا کہ وطن کہا بہت دور
پھر صورتِ ابر کر کے نالا
بولا کہ ہے ہجرِ غم کا بانی
جُگ پھوٹ کے رہگیا ہون فرد
بولا وہ کہ بے حواس کیون ہو
دنیا مین ہین نوش و نیش توام
ہو کم بھی خوشی تو کم نہ جانو
سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا
آہون کو بس اب ہوا بتاؤ
کیون ایسے فراق سے ہو بیچین

دل کے دل ہی مین نالے رہجائین
کو ٹھی کو چلا نگاہ کیطرح
وہ شمع سے بزم تھی منوّر
آئینے کو انجمن مین لایا
فانوس کا پردہ شمع پر تھا
چھائی ہوئی پھول پر اوداسی
کیچل ناگن کا پیرہن تھی
ہے مثل غبار خانہ برباد
پوچھا کیا کام ہے کہا سیر
پوچھا کہ طلب کہا کہ مجبور
آندھی کا غبار سب نکالا
سے بے برگ ہے نخلِ زندگانی
تنہا پھرتا ہون صورتِ نرد
بیدل کیون ہو اوداس کیون ہو
ہے آج اگر خوشی تو کل غم
راحت ہو جو غم کو غم نہ جانو
دانتون مین زبان کو ضرر کیا
ہنس بول کے کاٹین وقت آؤ
ممکن نہین کیا قرآن سعدین

اس مہر کا شکر کر کے وہ ماہ / بولا تم خضر ہو مین گمراہ

جو اس مہمان کا میزبان تھا / وہ اوس جنگل کا حکمران تھا

پریون سے بھرا ہوا تھا جنگل / جنگل مین تھا اوسکے دم سے منگل

لوگون نے جو دیے اوسکے جواہر / کہنے لگے آبرو سے گوہر

نزہت کہ صفائی مین سحر تھی / آب زمزم سے پاک تر تھی

گل بوئے وفا پہ ناز کرتے / آگے دامن دراز کرتے

بولا وہ چمن نشاط کے رنگ / پریان حاضر ہوئین خوش آہنگ

وہ حسن کہ حور اونپہ صدقے / وہ نور کہ نور اونپہ صدقے

ناز ایسے کہ ناز آپ حیران / غمزے ایسے کہ غمزہ قربان

پتلی کمرین لچک بھی اونمین / گورے چہرے چمک بھی اونمین

چھا جائے گھٹا جو بال کھولین / کلیان چٹکین جو منہ سے بولین

کاکل سے بلا چلین سے شمشیر / ابرو سے کمان نگاہ سے تیر

اٹھلاتی ہوئی وہ آ سکے آئین / موقع پا کر غزل یہ گائین

غزل

سر پھوڑنے کا چرخ کو گلہ ہے / دل کو نالون کا حوصلہ ہے

ڈنکا ہے یہ شہرت جنون کا / جو سینے پر اپنے آبلہ ہے

چارون جانب کی خاک اوڑاتا / یہ آٹھ پہر کا مشغلہ ہے

کب دشت جنون مین ہون اکیلا / ہمراہ اشکون کا قافلہ ہے

ہاتھ آ گئی زلف ایک دن شوق / باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

تانین ہوئین برچھیون سے بڑھکر
توڑے دل کل رہے تھے گویا
بھرتا زخم جگر نہ دیکھا
کاٹی مشکل سے رات غم کی
رخصت ہوئی میہمان کی لازم
اختریون ساتھ سابقہ آیا
گوہر سا خضر ہوا جو رہبر
شہزادے کی چارسو نظر تھی
دیکھا مہ عید روبرو ہے
اختر کی طرف وہ ماہ لپکا
طالع سے ہوئی مراد حاصل
گوہر سے تھا پلہ ہمسری کا
اوٹھ بیٹھ کے ہوگیا وہ رخصت

پتھر پڑے کنگری سے دل پر
شیم زہرا و گل رہے تھے گویا
مرہم تھا خراب اثر نہ دیکھا
قسمت سورج کے ساتھ چمکی
گوہر ہوا رہبری کو عازم
جس طرح سے ہمقدم ہوسایا
سیارون مین آملا وہ اختر
واچشم امید مثل در تھی
شکل مہ امید روبرو ہے
پیاسا تھا کہ سوئے چاہ لپکا
یون ملگئے جسطرح ملین دل
جوڑا رشتہ برادری کا
کہہ سنکے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلکر ایک پہاڑ پر شہزادے کا جانا درویش سے ملکر تعویذ کا پانا۔ آگے چلکر بیچ دریا مین مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نسترن کو جسے دیو نے جادو کے زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑانا

ہاتھون مین لیئے ہوے پیالے
پھر آئے شراب پینے والے

بھر دے ساقی پیالے بھر دے ۔ اور کسی آنکھون والے بھر دے
وہ شمع فروز قصر آرام ۔ بند آنکھین کیے تھا مثل بادام
مقراض شعاع مہر نے جب ۔ جبڑے سے کی قطع کاکل شب
معشوقۂ صبح صاف ہنسکر ۔ گردون کے محل سے نکلی باہر
آنکھون نے طلسم خواب توڑا ۔ پلکین کھولین حجاب توڑا
اوہام طلسم لاکھ آڑے ۔ ہمت کے قدم نہ ڈگمگائے
دیدے جادو کو سمجھے نا چیز ۔ بالون نے کہا بلا ہے کیا چیز
بڑھنے پہ تھے دونون اسقدر لوٹ ۔ دل اور قدم مین چلتی تھی چوٹ
یون ایک طرف چلا وہ بیتاب ۔ پستی پہ رواں ہو جیسے سیلاب
جنگل ایسا گھنا تھا آگے ۔ ڈر سایہ سے جسکے ڈر کے بھاگے
تھی بیل زمین پہ جال کھولے ۔ کالی دیبی تھی بال کھولے
دھوپ آتی کہین کہین جو چھنکر ۔ پڑتی وہ زمین پہ داغ بنکر
ظلمت سے تھا ہر شجر کا یہ حال ۔ منھ پر زنگی کے جیسے ہو خال
پائے نہ ذہن کا راستا آہ ۔ گم عقل سے ہو دماغ کی راہ
سب کہتے تھے جان کھوتے آئے ۔ زندہ دل گور ہونے آئے
ان جھاڑیون مین ہیر رہتے گم ۔ زلفین تو ہین مانگ ہے مگر گم
جلتے تھے اٹک اٹک کے سطرح ۔ اولجھے بالون مین شانہ جسطرح
جنگل جو کٹا تو مثل صرصر ۔ اک کود سے کھائی نے سنبھلکر
بے حد اونچا بہت بڑا تھا ۔ رستا روکے ہوئے کھڑا تھا

باتین کرتا تھا آسمان سے — عیسے نظر آتے تھے وہان سے
جی ہار گیا تھا ماہِ عالم — دم پھول کے کہتا تھا کہ لو دم
لیکن دم لیتے خاک راہی — کانٹون سے زمین تھی کہ ساہی
آگے مثلِ قدم بڑھا وہ — موسی تھا کہ طور پر چڑھا وہ
دیکھا چوٹی پر اک مکان ہے — جنت بالائے آسمان ہے
تا بام نگاہِ شوق قاصر — ہموار یہ صورتِ عناصر
چشمِ غلمان کا در پہ شک تھا — دربان مانندِ مردمک تھا
اندر جانے کا اِذن پایا — دیدے مین وہ شکل سا سمایا
اوس بیچ مین آفتاب تھا ایک — درویشِ فلک جناب تھا ایک
چہرہ قرآن چشم بددور — داڑھی تفسیر سورۂ نور
آنکھون سے عیان تھا حسنِ ایجاد — خالق نے کئے تھے منھ پہ خود صاد
گویا ہوا یون وہ شاہِ بےتخت — آتا ہے کدھر سے اوجوان بخت
بولا یہ کہ اک غریب ہون مین — اب کیا کہون بے نصیب ہے مین
بیتاب ہون تاب کی ہوس ہے — ماہی ہون آب کی ہوس ہے
روشن کیا رنگِ تیرہ بختی — نرمی سے بیان کی وہ سختی
اصرار کیا کہ آج تھم کر — مجھ پیر پہ اوجوان کرم کر
بنتے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر — پہلو مین کمان کے رک گیا تیر
کھانے کھائے مزے مزے کے — میوے پائے مزے مزے کے
تھا شام سے طالبِ سحر بخت — چمکا ادھر آفتاب اِدھر بخت

آمادہ ہوا سفر پہ راہی
اوٹھ بیٹھ کے رخصت اوسنے چاہی

چلتی آندھی کا ٹوکنا کیا
بہتے پانی کا روکنا کیا

دریائے کرم کو لہر آئی
کی اوس کشتی کی ناخدائی

اک نقش رقم کیا کہا لے
چل یان سے ہوا ہو رہتا لے

دامن رہے لوث سحر سے پاک
دریائے طلسم مین اوڑے خاک

آندھی ہو تو گرد ہو کے رہ جائے
آتش ہو تو آب ہو کے بہ جائے

بیدل نہو خوف کیا خطر کیا
دریا کا شناور ون کو ڈر کیا

تقدیر کی نارسائی کب تک
پہونچے گی ضرور سانس لب تک

تعویذ لیا گلے مین ڈالا
خوش ہو کے بڑھا وہ سرو بالا

کچھ دور ہوا جو گرم رفتار
حائل ہوا ایک بحر زخار

تھا جوش مین صورت جوانی
اور آب مین عمر کی روانی

موجین وہ کہ چھپ جائے ابرو
تلوار اپنی چھپائے ابرو

چلی سرچاک - چرخ اخضر
سیکھین یہ سب بھنور سے چکر

اک قہر بلند تھا سر آب
در وا تھا بشکل چشم بیخواب

آنکھین پھر گئین کہ ہے نئی سیر
موج آئی کہ دیکھیے لیجیے خیر

دریا مین سما کے مثل ماہی
اوس گھر کی طرف ہوا وہ راہی

شکل آغوش در جو وا تھا
پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا

دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور
تو اور یہان کی ہے ہوا اور

چھوٹے چھوٹے قدونپہ بوٹے
وہ اتنے تھے جیسے جی نہ چھوٹے

آتے تھے ہرے ہرے نظر برگ — پھاہا زنگار کا تھا ہر برگ

کج تھا جو شجر تو بخت بد تھا — سیدھا کسی پر جفا کا قد تھا

ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال — چہرہ غصے سے جیسے ہو لال

تنگ لب جو حباب کی شکل — دزدیدہ بے حجاب کی شکل

بنگلے مین تھی ایک حور پیکر — جیسے پتلی کا آنکھ مین گھر

تھی مائلِ خواب شکلِ مخمل — فانوس تھا شمعِ رخ کو آنچل

آہٹ سے قدم کی وا ہوئی آنکھ — نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا — پردہ غیرت کا پھٹ گیا تھا

مانندِ حباب سر اوٹھا کر — بولی کہ کہان پھنسے تم آکر

بھاگو کہ شجر شجر ہے یان دار — بھاگو کہ ثمر ثمر ہے یان بار

بھاگو کہ ہے خار خار نشتر — بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر

چھو کر کوئی دیکھے ہین کب انگور — انگور ہین زخم کے سب انگور

بولا یہ کہو تو خیر ہے خیر — بولی وہ کہ ہو نہ سیر مین سیر

بولا یہ کیون وہ بولی ای جان — یہ دیو کا گھر ہے تم ہو انسان

شعلے کی لپک سے خس بچے کیا — بنگلے سے بھلا کس نے بچے کیا

بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے — تم اپنی کہو کہ بات کیا ہے

کیون زرد ہو زعفران نہین تم — برگِ فصلِ خزان نہین تم

بولی مین پری ہون نسترن نام — آفت زدہ غم نصیب ناکام

صدمے اس گھر کے سہنے والی — آغوشِ اجل کی رہنے والی

سونے کو تو سوئی تھی وطن مین — چونکی تو پڑی تھی اس چمن مین
اک دیو سیاہ تھا سرہانے — دیکھا دکھلایا جو خدا نے
صورت سے بلا کو ڈر بلا کا — ہر حلقۂ چشم گھر بلا کا
قد سے سانکھو کا پیڑ اک خار — دم ہے بادِ سموم افعی النار
آتا ہے وہ شب کو مثلِ ظلمت — جاتا ہے سحر کو شب کی صورت
جادو سے مجالِ رم نہین ہے — لون سانس اتنا بھی دم نہین ہے
بولا یہ کہ اوٹھ۔ قدم بڑھا چل — بولی کہ یہان سے ہو ہوا چل
وہ سمجھی بدی یہ میل سمجھا — وہ سمجھی اہم یہ کھیل سمجھا
بولا یہ کہ اے پری نہ ڈر تو — بولی دیوانہ ہے بشر تو
بولا تجھے کیا پڑی ہے میری — بولی نہین اتنی جان تیری
سیلاب سے زور کیا چلے گا — ٹالے سے پہاڑ کیا ٹلے گا
کچھ حوصلہ ہان بڑھے تو جانون — یہ بیل منڈھے چڑھے تو جانون
تعویذ دیا کہ لے ہوا ہو — بولی وہ جو دیو لپکے کیا ہو
بولا کہ طلسم کو یہ توڑے — پتھر ہو تو موم کر کے چھوڑے
آہو کی طرح وہ کر گئی رم — نکلا یہ جنان سے جیسے آدم
لشکر مین خبر سے آگے آیا — آپ اپنی نظر سے آگے آیا
موقع افسنے بدل دیا وہ — چلتا جادو تھا چل دیا وہ
دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی — کھوئی جو زبان دہن تھا خالی
چلّایا کہ آئی کیا تباہی — جادو کدھر اوڑ گیا الٰہی

گھر مین وہ پری نہین عجب ہے
پتلی نہین آنکھ مین غضب ہے
آنے والا کسے کہون مین
یا دھوپ ہے یا ہوا ہے۔ دونین
لون پر تو گمان ہی نہین ہے
لون دونون مین جان ہی نہین ہے
ہاتھون سے کبھی تو سر کو تھاما
اُف کر کے کبھی جگر کو تھاما
تڑپا تو گرا سرِ زمین وہ
جان اسکی کہین تھی اور کہین وہ
پوشیدہ ہوا جو مہر روشن
پھیلا ظلماتِ شب کا دامن
جنگل کا سفر تھا شب کو مشکل
کی صورتِ مہر ختم منزل
بستر پہ گرا وہ ماہِ عالم
گل کے دامن پہ جیسے شبنم

ماہِ عالم کا دیارِ محبوب مین آنا۔ خبر پا کے خسرو کا استقبال کے واسطے جانا۔ راہ مین ملکے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین
کالی کالی گھٹائین چھائین
شوقِ مے لالہ فام ہے آج
تو بہ قربانِ جام ہے آج
جب دن شب کی بغل سے نکلا
سورج اپنے محل سے نکلا
کی دور کثافتِ تنِ شب
زائل کیا زنگِ دامنِ شب
کرنون نے دکھائی کیمیائی
سونے کی زمین سب بنائی
رستے پہ چلا وہ ماہ اسطرح
نقش مسطر پہ خامہ جسطرح
دے ساتھ ہوا تو گرد ہو جائے
دل آب روان کا سرد ہو جائے
دیکھا شاداب ایک جنگل
سبزے کی بچھی تھی جس مین مخمل

روحی قوت بہم ہوا سے — آئے مردے مین دم ہوا سے
گل جیسے دلھن کا پیرہن لال — پتون مین رگون سے زلف کا جال
اشجار بہت بڑے بڑے تھے — معشوق دراز قد کھڑے تھے
چوٹی پہ شجر کی جو رسا ہو — اللہ سے اوس کا سامنا ہو
دعوی کرے حسن کا تو ہر شاخ — ابرو مین نکالے شاخ پر شاخ
انسان جو ہوا وہان کی کھائے — نخلِ امید مین پھل آئے
آجائے نظر جو دشت کی نہر — تر ہون لبِ خشکِ صائم الدہر
یون آنکھ مین ہو نگاہ شاداب — جیسے لبِ جو گیاہ شاداب
بیلین پھیلی ہوئی زمین پر — زلفین چھٹکی ہوئی جبین پر
کچھ کہنے کو منھ جو اوسنے کھولا — تاجر واقف تھا بڑھکے بولا
یہ سب فردوس کی زمین ہے — جس پھول کی بو ہے وہ یہین ہے
چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند — بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند
بیساختہ لب کھلے ہنسی سے — پھول اوسکا دہن ہوا کلی سے
سرمستِ شرابِ شوق تھا دل — جتنی منزل گھٹی بڑھا دل
برجِ قصرِ حبیب چمکا — قسمت چمکی نصیب چمکا
کیا اوج مکان کو تھا مکینِ سے — سورج تھا قریب تر زمین سے
یون شوق سے اڑ چلا وہ ضو پر — ٹوٹے پروانہ جیسے لو پر
تاجر کہ تھا کاروان کا دمساز — نکلا جیسے جرس سے آواز
فردوس مین سب سے آگے آیا — غنچون مین یہ تازہ گل کھلایا

ہے آپ کو جس عزیز کی چاہ | اِس مصر مین لایا اوسکو اللہ
دو نکلے ادھر سے چار اودھر سے | دوڑے کہ بلائین لین نظر سے
تھے راہ مین جمع شہر والے | یا ما تک بھری تھی موتیون سے
دیکھا دیکھی بہار آئی | صبحِ شبِ انتظار آئی
جس نے چہرے پہ آنکھ واکی | مہمان نے آنکھ ہی مین جا کی
ڈنکا جو بجا کہ آئے آئے | خسرو بھی چلا کہ بڑھکے لائے
پہونچا یہ اِدھر سے وہ اُودھر سے | دل دل سے ملا نظر نظر سے
ملنے لگی گر کے فوج پر فوج | لوٹی جاتی تھی موج پر موج
شہزادہ و شاہ ملکے باہم | یون تھے جیسے ثمر ہون توام
ایسا ملنا جو دیکھ پائے | گردون جو ترا کو بھول جلے
دل خوش تھا کہ نورِ چشم آیا | گھر تک اوسے پتلیون پہ لایا
آنکھین روشن ہوئین وہ گھر گیا | منھ تکتی تھین پتلیان بشر کیا
جی دیتے تھے ساکنانِ فردوس | اوس ماہ کا دم تھا جانِ فردوس
جو تھا وہی دل دیئے ہوئے تھا | اپنا پہلو لیئے ہوئے تھا
وان فکرِ قرانِ ماہ و خورشید | یان بزمِ خیال و شمعِ امید
وان دخترِ رز کو فکرِ مینوش | یان صورتِ بادہ شوق کو جوش

یاسمن کی بیچینی اور گلشن کا سمجھانا۔ آخر ماہِ عالم اور یاسمن دونون کا باغ مین ملجانا

گلشن مین کھلا چلی ہوا پھول | دے بادہ کشون کو ساقیا پھول

چل نکلی ہوا بہار کی اب
طاقت نہین انتظار کی اب

ملنے کی جو یاسمن کو تھی لاگ
بھڑکاتا تھا عشق شوق کی آگ

پیارا اپنا جو گھر مین آیا
آرام بنا جگر مین آیا

ملنے کا جو مل گیا سہارا
کیا کیا اوسے شوق نے ابھارا

بیشک کسی بات کے تھے جویا
لب ملتے تھے مضطرب تھے گویا

لب کہتے تھے کان سنتے تھے ذکر
آنکھون کو تھی دیکھنے کی اب فکر

کہتی تھین نگاہ تر سے تا چند
کب تک رکھیئے اِسے نظر بند

حسرت بولی نکلیئے چلیئے
پاؤن آگے بڑھے کہ چلیئے چلیئے

دل کہنے لگا چلو گی کیونکر
چھاتی پہ تو ہین حیا کے پتھر

گلشن کہ تھی دم کی شکل ہمدم
تھی محرم راز جیسے محرم

حیرانی کا حال اوسے جتایا
تنہائی مین آئنہ دکھایا

گلشن نے کہا کہ او سمن بر
جامے سے نہ مثل بو ہو باہر

بے سلسلہ خاک مین پڑے کام
بے زینہ بشر نہ پہونچے تا بام

بے عقد نہ اٹکے بند سے بند
بے رشتہ لگائیے کون پیوند

کیا کھلکے نکالو گے قدم تم
لاکھ آنکھون کی پتلیان ہین ہم تم

ہو پردے کی بات اگر فسانا
مشکل ہو جائے منہ دکھانا

جی چھوڑ کے یون نہ کھیلو جی پر
دو وقت ملین گے وقت ہی پر

بولی وہ کہ آئنہ ہے اندھیر
سر پر جیسی علاج ہین پر

بھوکے پہ ہو چلا ہے بھوک غالب
رو کو جو وہ ہو غذا کا طالب

دریا کے کنارے ترسے پیاسا — پانی پینے نہ دو ذرا سا

دل مین نہ سرور آنے پائے — ہان رنج ضرور آنے پائے

آثار جو دیکھو کچھ ہنسی کے — رو کو مرے دونون ہونٹھ سی کے

گلشن بولی کہ ہوش مین ہے — کیون مثل شباب جوش مین ہے

رسوا کہین چشم تر نہ کردے — رنگ اوڑکے کہین خبر نہ کردے

بولی پھر کیا کہا کہ گر صبر — بولی کیونکر کہا کہ گر جبر

نازک تھی وہ جبر کا اوٹھاتی — گھڑیال کی طرح پیٹی چھاتی

گلشن نے غرض اوسے سنبھالا — رستا ملنے کا یون نکالا

تھی اک زن پیر کہنہ شاطر — نور سحر مراد خاطر

دم دے جسے دام مین وہ آئے — دو باتون مین چار کو لگائے

دل اوسکا لیا کہ کہہ تو بولون — پردہ رکھے تو راز کھولون

پوچھا تو کہا سنا تو مانا — ٹھہرا خط لے کے جانا آنا

کہہ سن کے اوٹھا کے خامۂ شوق — تحریر کیا یہ نامۂ شوق

اے مہر جمال و ماہ عالم — وے روشنی نگاہ عالم

اے ساحر سحر نقش تصویر — وے ناموری سے اسم تسخیر

اے عاشق و نیز شکل محبوب — وے طالب و ہم برنگ مطلوب

اے مطلب نامۂ رسائی — وے معنی لفظ آشنائی

اے زنگ زداے شیشۂ دل — وے سہل نماے کار مشکل

اے مردم چشم میزبانی — وے چشمۂ آب مہربانی

اے حاصلِ مدعاے سازش — وے سالکِ جادۂ نوازش
تم لکھتی ہون مین بگڑ نہ جانا — منظور ہے لطف کا جتانا
پوچھے کوئی جو میرے جی کی — کیا بات ہے بے تکلفی کی
تم کیا مہمان ہوکے آئے — فردوس کی جان ہوکے آئے
یون آئے سرور جیسے دل مین — ایمان کا نور جیسے دل مین
لیکن جھوٹون خبر نہ لی واہ — لی چاہ کی آبرو-اجی واہ
ظاہر کرون رنگِ یاسمن کیا — سوکھا ہوا نخلِ گل ہے تن کیا
اشکون نے بہارِ حسن کھوئی — رخسارون کی آبرو ڈبوئی
یون غم سے ہے اسکا منتشر حال — جسطرح ہوا سے زلف کے بال
زورون پہ ہے بسکہ ناتوانی — زیبا ہے کہے جو لن ترانی
اوٹھنا جو پڑے کمر پکڑ لے — کاکل جو ہے تو سر پکڑ لے
ایسا سکتے نے اِسکو کھویا — شبہہ ہو کہ بے دہن ہے گویا
بیمار کو جان کھوتے کیا دیر — نیند آہی گئی تو سوتے کیا دیر
گل شمعِ حیات ہو نہ جائے — یہ دن کہین رات ہو نہ جائے
کب اہلِ نظر کرین یہ منظور — ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور
بھوکھا جاتم کے چلتے بیتاب — پیاسا پانی کے ہوتے بے آب
کٹتی بھی جو ہجر کی گھڑی ہے — واللہ بیام سے بڑی ہے
تم چاہو تو داغ ہجر کھو جائے — یہ نخل خزان نہال ہو جائے
گلزار کو آئے دن ہر شام — گلگشت کو جاتی ہے یہ گلفام

آیا پوشیدہ یون وہان تک | جیسے دل سے سخن زبان تک
غیرون کو نہ آشنا بتانا | بالا بالا ہوا ابتانا
لکھ پڑھ کے کیا حوالے نامہ | جلدی زن پیر مثل خامہ
مطلوب کے پاس دم مین آئی | مکتوب دیا طلب سنائی
وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا | نسخہ دردِ فراق کا تھا
چھو مارِ رخِ دلربا کی صورت | کھولا بندِ قبا کی صورت
نقطے جو تھے صفحے پر نمایان | پیشانی حور پر تھی افشان
جو لفظ تھا صرفِ مدعا تھا | جو حرف تھا حرفِ مدعا تھا
حرفون کی کشش مین زورِ تسخیر | جذبِ الفت کی اوس مین تاثیر
نقاش سے یون نہ کھنچے تمثال | صیاد سے یون نہ کھنچ سکے جال
یوسف نکلے تھے جس کشش سے | کھینچی تھی رسن اسی روش سے
بندش جو وہ دیکھ پائین معشوق | چوٹی کو نہ سر چڑھائین معشوق
پیراہنِ چست اوس سے شرمائے | عقدہ بندِ قبا کا کھل جائے
الفاظ جو شوخیان دکھائین | دیدی گھونگھٹ مین منھ چھپائین
حسنِ خطِ چہرہ عارضی ہے | شان اور سوادِ نامہ کی ہے
دیوانہ نہین کہ زلف جانون | ہان وصل کی شب کہو تو مانون
مطلب جو خط سے حاصل اوسکا | آسان ہوا کارِ مشکل اوسکا
بھرنا تھا اوسے بھی نقش تسخیر | یون اوسنے کیا جواب تحریر
اے تابہ عیش خستہ حالان | بے بال و پر شکستہ حالان

اے عقدہ کشائے خواہشِ دل
اچھی روشِ کشش نکالی
کیون جی مجھے چاہ کچھ نہین ہے
ہان بات کی پیچ پر آ ہی جانا
دل اپنا مین کس طرح دکھاؤن
کیا ملنے کے شوق کا جتانا
گلزار کی راہ جو بتائی
اس مہر کا شکر ہو کہانتک
رخصت کی تھی منتظر زنِ پیر
مانند نسیم سن سے آئی
اس شمع نے ہٹ کے انجمن سے
وہ جل گئی دوڑی تاؤ کھاکر
بگڑی تو بنایا دل لگی سے
سب پردہ درون سے آڑ کر کے
جو آنکھین خیالِ یار مین تھین
صورت کا بناؤ جی پہ کھا
پانون سے ہوئے لبا سقدر لال
شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا
دکھلا کے وہ شکل پیاری پیاری

وے رہبرِ شوق تا بہ منزل
خط کیا بھیجا کمند ڈالی
کہدو واللہ کچھ نہین ہے
جھوٹی قسم آج کھا ہی جانا
پار اٹھین بھیج دون جو پاؤن
گیسو سے بڑا ہے یہ فسانا
کی صورتِ خضر رہنمائی
ہو شام تو ہو تجھون مین وہانتک
خط پا کے کمان سے بنی تیر
نامہ گلشن کے پاس لائی
خط پڑھ کے چھپایا یاسمن سے
یہ ہنس پڑی بھاگی منھ چڑھاکر
روٹھی تو منالیا ہنسی سے
نامہ دیا چھیڑ چھاڑ کر کے
اب شام کے انتظار مین تھین
منھ پیار سے آرسی پہ رکھا
ہو زرد انھین دیکھ لے اگر لال
گویا چوٹی کا آشنا تھا
آئینے کی آبرو اتاری

کنگھی چوٹی کے بعد پہنا
چوٹی پہ شجر کی دام رکھا
دکھلاتا تھا سیس پھول سر پر
ٹیکا زینت کا زیبِ سر تھا
گھنگھرو چھُن چھُن بجائے اُسنے
تھا گرمیِ حسن کا عجب رنگ
گُشتہ ہو سب آئنے کا پارا
وہ تارِ نظر کا رُخ پہ ہو جال
الین گال چراغ سے چراغی
دیکھا وقتِ زوال غم ہے
گھر سے گلشن مین آئین اس طرح
شہزادہ بھی مستِ شوق آیا
پتّے گالون کو زرد کردین
بیلین جو دکھائین چال اپنے
ہون پھول ہزار چاک دامن
موسیٰ کا عصا شجر سے جھک جائے
خاکِ چمن ایسی پُر تکلف
گوہر سے ہے قول حوض تو کیا
انسان سے جو تہ درخت ہو جائے

بھاری جوڑا اجڑاؤ گہنا
چھپکا کہنے کو نام رکھا
جگنو شبِ تار مین شجر پر
افشانِ کا ستارہ اوج پر تھا
سوتے فتنے جگائے اُسنے
سائے سے بدن کے موم ہو سنگ
فی النّار ہو جو کرے نظارا
ہو نبضِ مریضِ تب کا جو حال
سورج کو گرہن جلا کے داغی
دن صورتِ عمرِ پیر کم ہے
آئے یادِ بہا جس طرح
دیکھا جو وہ باغ کھلکھلایا
خورشید کو گرد بید کردین
معشوق چھپائین بال اپنے
یوسف کی مثال پاک دامن
عیسیٰ کا نفس ہوا سے رُک جائے
جس خاک سے تھا خمیر یوسف
تیرے پانی کی آبرو گیا
سر سبز نہالِ بخت ہو جائے

چشمِ دلبر ہر آشیانہ
پتلی سے کہے مرغ کو زمانہ

گردون تھا کہ دار بست انگور
دانون مین نجوم کی طرح نور

چتون کی ادا نظر سے گذری
برچھی کی انی جگر سے گذری

یان پردۂ چشم ہو گئی شرم
پہلو وہان شوق نے کیا گرم

یان جھک کے نظر زمین پہ پہونچی
وان چشمِ ہوس جبین پہ پہونچی

یان شرم سے پھول شبنم آلود
وان کوشش عاشقانہ مقصود

یان موئے مژہ نظر پہ چلمن
وان دستِ ہوس کو شوق دامن

دل پہلے ہی دل سے مل چکا تھا
کام آنکھون کے ملنے پر رکا تھا

ملتے ہی کھلین ہوس کی راہین
للچائی ہوئی پڑین نگاہین

حسرت مانے نکل کے آخر
ظرفِ دل بھر کے چھلکے آخر

شہزادہ تھا وہ لبون سے پرجوش
جیسے مے کی ہوس مین مینوش

منھ سے جادو نکالتا تھا
ڈورے باتون سے ڈالتا تھا

قسمون سے بناوٹون کی باتین
نظرون سے لگاوٹون کی گھاتین

ہاتھ اسکے بڑھے تو ہٹ گئی یہ
آنچل کی طرح سمٹ گئی یہ

کھٹکی جھجکی زبان کھولی
بل ڈال کے تیوریون پہ بولی

دیکھے کوئی اسکے شوق کا حال
ٹپکے پڑتے ہین جسطرح رال

دن اور اندھیرا اس بلا کا
تم ڈالنے آئے مجھ پہ ڈاکا

مین ایسی نظر جو جان پاتی
گھر کے اسپند لے کے آتی

سسکی نکلے نہ اب دہن سے
چڑیان ہری اڑ چلین چمن سے

اُف اپنی زبان پہ لائے کیون تم
کچھ خیر ہے گفتگو یہ کیسی
توبہ ایسا گناہ توبہ
ایسے کچھ پاک دل نہین تم
کیونکر۔ ہان پھر تو ہاتھ جوڑو
مُنھ دھو آؤ۔ وہ نہر ہے جاؤ
اشکون سے مین خوش کہ یہ روانی
آپے کو تجے ہوے ہو کیون تم
آمادہ ہو شر پہ۔ خیر ہے کچھ
مریم کی قسم ہون پاکدامن
مجھ پر ابھی حق نہین تمھارا
کھٹکا تھا کہ بھید کھل نہ جائے
نرگس دیکھے تو کیا عجب ہے
بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو
کانٹا نہ کہین خلش نکالے
پتّے نہ کہین پتا بتا دین
بدلے نہ یہ موج ادھر کی کروٹ
غنچے نہ چٹک سے گل کھلائین
لب نہر کے کچھ سیئے نہین ہین

تھا درد کہین تو آئے کیون تم
بندی نہین بے تکلف ایسی
تم کتنے ہو بے نگاہ توبہ
آنچل میرا چھو نہ لو کہین تم
قدمون کی نہین بدی ہے چھوڑو
گھر بھول گئے۔ وہ شہر ہے جاؤ
دے گی میرے حسن کو یہ پانی
کچھ پی تو نہین کہ ہوش مین گم
میری عزت سے بیر ہے کچھ
چھونے نہین پاتی خاک دامن
کیا غیر پہ غیر کا اجارا
ایسا نہو پھول کھلکھلائے
سوسن نہ کہے یہ کیا غضب ہے
شمشاد نہ تاک مین کھڑا ہو
سنبل نہ کہین بلا مین ڈالے
چڑیان نہ کہین خبر اڑا دین
چونکے نہ حباب پا کے آہٹ
تو پا کے نہ لے اڑین ہوائین
چشمے کمبخت دور بین ہین

دیوانون پہ کیا کڑی پڑی تھی
نکلے گلشن سے صورتِ بو
آئے تھے دونون صبر کی طرح
جرأت ملنے کی شب کو کب تھی

کچّی اس عشق کی گھڑی تھی
دو سمت بڑھے بہ رنگِ گیسو
روتے گئے لیکن ابر کی طرح
سرخاب کی رات اونکی شب تھی

ماہِ عالم کا رستے رستے جانا۔ ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا یاسمین کا خبر پانا۔ باغ مین ملکے ماہِ عالم کو جلی کٹی سنانا

رندون کو کہان قرار ہے مے
ساقی لانا مئے جنون خیز
اک صبح تھی چاکِ جیبِ شامت
وہ مہرِ فلک کہ چشمِ حاسد
دنیا کی ہوا تھی یا دمِ سرد
شہزادے کو آئی سیر کی لہر
کانٹون مین جا اوڑے کے دامن اٹکا
سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے
پھولون پہ نظر پڑی تو رویا
نرگس کی نظر تھی اوس سے ٹیڑھی
شمشاد کو کچھ کشیدہ پایا
طائر لگے بولنے کڑے بول

ہونٹھون پہ ہے جانِ زار ہے مے
ہے جوشِ بہار وحشت انگیز
یا جلوۂ عارضِ قیامت
وہ رنگِ شفق کہ خونِ فاسد
بلبل کی صدا کہ نالۂ درد
آیا گلشن مین صورتِ شہر
دل اوسکا شگونِ بد سے کھٹکا
بیرنگ ہوا کچھ آج کی شے
انگارے دہک رہے تھے گویا
ہر شاخِ شجر تھی اوس سے ٹیڑھی
اور حوض کو آبدیدہ پایا
تھی سبزے زبان پر بڑے بول

چل پھر کے نفس کی طرح کچھ دم ‌ کوچ اوسنے کیا برنگ شبنم
رستے مین تھا اک امیر کا گھر ‌ کوٹھے پہ کھڑی تھی اوسکی دختر
بھرے پہ بہار رنگ کے دن ‌ ابھرے ہوے گال امنگ کے دن
چھٹکے ہوے تھی بال ظالم ‌ پھیلائے ہوے تھی جال ظالم
چتون تھی چڑھی ہوئی ادا سے ‌ کاکل تھی بڑھی ہوئی بلا سے
جلنے جو ملا ئین عمر کے دن ‌ پایون سے بڑھین کہان یہ ممکن
آنکھون گھر جن مین نگاہ چکرائے ‌ پھر نکلے نہ دل جو اون مین پڑ جائے
آنچل اوڑ کر اگر ہوا دے ‌ کلیان پاجامے کی کھلا دے
آنکھون سے جو وہ کرے نظارہ ‌ پتلی کو جلائے ہر اشارہ
جس دم شکنین جبین پہ آئین ‌ تابین تلوار کی دکھائین
ہو چاہِ ذقن کی اسقدر چاہ ‌ یوسف کہین مین گرونگا واللہ
بل کھائے کمر پہ ہاتھ رکھے ‌ جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے
افتاد کی بات پڑ گئی آنکھ ‌ تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ
برچھی پڑی دل پہ وان ادا کی ‌ بجلی گری سر پہ یان بلا کی
وان شیشۂ صبر گر کے ٹوٹا ‌ یان دامنِ ہوش اوڑ کے چھوٹا
بے دل اوسے کر کے اسنے لی راہ ‌ یون کہنے لگی وہ کھینچکر آہ
کیا نخل ہوس نے پھل دیا حیف ‌ مین یون ہی رہی وہ چل دیا حیف
کیون وار کیا نظر کا خالی ‌ کاکل نے کمند کیون نہ ڈالی
کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا ‌ رستا غمزے نے کیون نہ روکا

کیون راہ نہ مانگ نے بتائی
کیا پیچ تھا جو رہے ہے کنارے
پہونچی جو نہ پہونچی بس نہین تھا
آنچل تیری ہوا نہ پہونچی
چالون کی ادائین دلمین بھر لین
رخ پر زردی لبون پہ نالے
تنہائی مین داغ لے کے بیٹھی
سمجھانے لگین خواصین اوسکو
بلبل ہے یہ شاہ کے چمن کی
ایسی تو نہین تھی باؤلی تو
یہ رنگ نہ کوئی رنگ لائے
روئے گی یہ چال اگر چلے گی
کیا عقل سی چیز تو نے کھوئی
جو چیز ہے دور دسترس سے
قد پست ہے اور شجر ہے اونچا
کچھ کھیل نہین ہے عشق کی لاگ
چار اپنے پرائے کیا کہین گے
یہ آگے کہیگی کیا شرن ہے
دن ساتھ نہ وقت ہے برا جاب

کیون نہ لٹ شب بڑھ کے کھینچ لائی
گیسو نہ بڑھے خدا سنوارے
مانا اسے دسترس نہین تھا
چھاگل تیری صدا نہ پہونچی
بالون کی بلائین اپنے سر لین
دیدے سے تھے کہ خون کے پیالے
کونے مین چراغ لے کے بیٹھی
برباد نہ اس ہوا مین تو ہو
جوڑا ابھی گل ہے یاسمن کا
کیون شرم کو دھو کے پی گئی تو
اس کھیل سے چوٹ تو نہ کھائے
بھی ہار کے ہاتھ تو ملے گی
کیا چاہ مین آبرو ڈبوئی
ہاتھ اوس پہ بڑھا نہ تو ہوس سے
ہاتھ آئے گا کیا ثمر ہے اونچا
پانی نہ سمجھ یہ آگ ہے آگ
ٹھوکین گے برا بھلا کہین گے
وہ جانے گی کیسی یہ چلن ہے
درد آنکھ مین ہو تو آئے کب خواب

تو بھول نہ ہمکو پاکے ساتھی
اونکو پہلو بدلتے کیا دیر
سنتی بھی ہے یا نہین ادھر دیکھ
رنگت مین ہی فرق رات دن کا
یہ نیل اور یہ بدن کی زردی
ہان حسن کے دیس مین یہ معیوب
منھ تیرے یہ آرسی لگی ہے
اچھا سیر دست اسی سے تو پوچھ
وہ حسن کا روپ اب نہین ہی
بیماری چشم ہے بہانا
کچھ کہہ تو رہ سخن نہین ہے
اوٹھنے نہین پاتی بار غم سے
منھ کھول نہ تنگ جی سے تو ہو
کام آئے نہ غم ہنر نہین ہے
بولی وہ کہ بس بڑھو نہ دیکھو
جلتی ہو نہین تو جلنے دو جاؤ
جی لے کے یہ جاہ آبرو لے
آگے آنکھون کے شامت آئی
اب کیا کہون دام زلف کیا ہی

اپتے ہین فقط ہوا کے ساتھی
چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر
اپنی صورت کو اک نظر دیکھ
قد پیڑ سے ہو گیا ہے تنکا
بینا سونے پہ لاجوردی
پاپوش سے ہو جہان مین خوب
سچ بولیگی صاف اسکا جی ہے
یہ کچھ نہین اپنے جی سے تو پوچھ
کھول آنکھ کہ دھوپ اب نہین ہی
منظور نہین نظر اوٹھانا
ہان کھانو قسم دہن نہین ہے
یہ بے کمری کا عذر ہم سے
ہنس بول تو کیون یہ گفتگو ہو
پھل دے نہ جیون شجر نہین ہی
کیون بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو
ٹھنڈی رہو تم چلو ہوا کھاؤ
صلوت کیا خواب ہے کہ بھولے
قد کے چلتے قیامت آئی
اس سر کی قسم بڑی بلا ہے

بیدل ہے مجھے جانو جاؤ — دل زلف سے مانگ لاؤ جاؤ

رُخ پھیرون خیال سے یہ مشکل — نیچ ہون کسی چال سے یہ مشکل

تقدیر مین رنج جھیلنا ہے — جو کھیل بدا ہے کھیلنا ہے

پتائین وہ دیکھکر برا رنگ — چٹکین غنچے سے ہو کے دلتنگ

سرد اپنے پائین کٹ کے بیٹھین — سنگت چھوڑی سمٹ کے بیٹھین

چرچا گھر مین ہوا جو دن رات — مان باپ کے کانون مین پڑی بات

سوچے کہ یہ بات پھیلے ہر سو — ہے عشق کا جوش مشک کی بو

سمجھایا کہ کیا یہ کرتی ہے تو — جلنا ہے برا کہ مرتی ہے تو

گر چاہ نہ جو حیلے سے بڑھکر — مفلس کا سر اور تاج گوہر

وہ دن تو نہ لا کہ شامت آجائے — سارے گھر پر قیامت آجائے

کھوئے رہے گو زبان دونون — بہرے کیئے اس نے کان دونون

سوسن کے نہ ایک اون کی مانی — خود رائے تھی خود سری کی ٹھانی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا کے خامہ — کاغذ لے کر لکھا یہ نامہ

اے رہزن دو برق خرمن ہوش — وے زلف سیہ سے دام بردوش

اے گردش چشم سے فسون ساز — وے تیر نظر سے ناوک انداز

کس منہ سے کہون ضرورت اپنی — دیکھو تم آپ ضرورت اپنی

سنتی ہون کہ دل پھنسائے ہو تم — زلفون کی کشش سے آئے ہو تم

ہمدرد ہو درد مان لو گے — ہے درد کہان یہ جان لو گے

مین کیا کہون سرگذشت غم کی — مہمان ہے جان ایک دم کی

جلنے نہین پاتی ناتوان ہون — نبض بیمار ہجران ہون
جلتا ہے یہ خاک لائے تاب آج — دل سیخ نفس پہ ہے کباب آج
رکھے کوئی جو آگ پر بال — دیکھے مرے پیچ و تاب کا حال
دل یون ہے بےچین جیسے پارا — دم یون چلتا ہے جیسے آرا
حالت نہین کچھ مرے بدن مین — مین ہون کہ نہین ہون پیرہن مین
طعنون کی زبانین چل رہی ہین — یا مجھ پہ سنانین چل رہی ہین
پاس آئی جو کوئی بھولی چوکی — شاکی ہوئی مجھ سے میری خو کی
یہ قہر سے منھ کو کھولتی ہے — وہ زہر کے بول بولتی ہے
کیا وقت ہے کیا گھڑی ہے کیا دن — دشمن بھی نہ دیکھے یہ برا دن
جب دیکھیے انکو ہین یہ پُر غم — آنکھون سے ہے ناک مین مرا دم
ہاتھون کا جنون جائے کیونکر — تا بدل ہے عذاب ان سے سر پہ
دانت اور بھی کھائے ڈالتے ہین — ہونٹھون کو چبائے ڈالتے ہین
آرام سے رہے جو دل مِلا جاؤ — آ جائے قرار تم جو آجاؤ
لکھ پڑھ کے خواص سے کہا جا — خط دیکے جواب لے کے آجا
وہ چلکے ہوا کی طرح پہونچی — فکرِ شعرا کی طرح پہونچی
نامہ دیکر کہا وہ بیمار — ہے ریشۂ خامہ سے سوا زار
قربان گئی مین کہنے والی — تو کہدے شکن شکستہ حالی
نقطون سے دکھا رہی ہون مین یہ — داغ اسکے دل و جگر کے ہین یہ
رنگت کہین نام کو نہین ہے — سادہ کاغذ ہے یا جبین ہے

کھانے کو کہین تو منہ نہ کھولے | ہم لاکھ بکین وہ کچھ نہ بولے
کوٹھے پہ کھڑی ہے تو کھڑی ہی | کونے مین پڑی ہے تو پڑی ہی
پہونچی جو کھلی کھلے بلا سے | بال اُڑتے ہین تو اڑین ہوا سے
تارے گِن گِن کے رات کاٹی | کوئی بولا تو بات کاٹی
دل اوسکا بھر آیا پڑھ کے نامہ | جاری ہوئے اشک مثلِ خامہ
بولا وہ کہ چُپ یہ کیا ستم ہے | کھلکر یون سانس کب یہ دم ہے
جانے آنے سے جان مجبور | مین آپ مین آؤن یہ بھی ہی دور
پہلو مین جگر کہ مین ہون گھر مین | پتلی مین نظر کہ مین ہون گھر مین
نکلون کہین یہ ہوس کہان ہے | پہونچون یہ دسترس کہان ہے
یہ ساز نہ لائے راگ کوئی | بھڑکائے نہ جل کے آگ کوئی
گل پھولے نیا تو بار ہو جاؤن | آنکھون مین کھٹک کے خار ہو جاؤن
سب گرد ہو جتنی خاک چھانی | مٹی مین ملے یہ جانفشانی
مایوس گئی خواص واپس آئی | قسمت کا لکھا جواب لائی
رو رو کے کہا وہ حال سارا | برچھی ماری کہ تیر مارا
سینے کو بدا تھا داغ غم کا | تارا بختِ جنون کا چمکا
ٹکڑے کئے گل سے پیرہن کے | کانٹے ہوئے رونگٹے بدن کے
بگڑی تو بنت سے ہٹ گیا جی | چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی
چھوڑی محرم کی پاسداری | نوچی کُرتی کی بیل ساری
پھینکا چنگی کو مل کے اوسنے | ٹیکے کو جلایا جل کے اوسنے

کانٹا ہوا گو کھر و نظر مین
چھٹکائے ستارے سلکِ گوہر مین

آئی جو بلائے شام فرقت
لائی شبِ تیرہ رنگِ قسمت

توڑی اوسنے حیا کی زنجیر
سوچی کہ چلون مین تن بہ تقدیر

افسون آنکھون کا دیکھنا ہے
کاکل کو مین سُنتی ہون رسا ہے

کرتی تھی جو زور ناتوانی
آنسو سکھلاتے تھے روانی

پہونچی اپنے حبیب کے پاس
بیمار گئی طبیب کے پاس

سوکھے ہوے ہونٹھ رنگِ رُخ زرد
بیٹھی سرِ فرش صورتِ گرد

ماتھا پکڑے تھی سر جھکائے
ڈر کے مارے نظر جھکائے

آفت اِسکو عذاب اوسکو
غیرت اِسکو حجاب اوسکو

پوچھا تجھے کون او بھار لایا
بولی دلِ بے قرار لایا

چونکی تو بدل گئی کہ چپ کی
تو یہ کیا مینے گفتگو کی

دل آپکے پاس مجھ سے کیا کام
بیدل کیا رکھے دل پہ الزام

بولا وہ کہ چھوڑ یہ بُری دُھن
سہم ہو نہ یہ چھیڑ چھاڑ اری سُن

کیون تو درِ فتنہ کرتی ہے باز
سُن لے نہ صدا کوئی در انداز

مین ساز کرون محال ہے یہ
بیجا تیرا خیال ہے یہ

ایسا ہی جو راگ لائیگی تو
یہ دیس اِک دن چھوڑائیگی تو

گر مین تری بسندگی بجاؤن
ٹپے گا تا پلٹ کے جاؤن

جل کر بولی کہ اُف ری گرمی
کاش اس دلِ سخت مین ہو نرمی

کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے
جھوٹھون نہ ملین گے ہم کسی سے

وہ جلکے ملال دین تو کیا ہو — گھر سے جو نکال دین تو کیا ہو

ہان مین سمجھی بہت حسین ہین — دُبلی نہین کہئے نازنین ہین

کیسی ہے خطا معاف رنگت — دھویا کپڑا کہ صاف رنگت

آبِ رُخ پہ کہ قاب بر مگس ہے — اس سے یہ کھلا کہ اونمین رس ہے

ہان ہان مری بات سُنئیے کیون آپ — گل چھوڑ کے خار چُنئیے کیون آپ

بولا وہ کہ بس سلام میرا — جلئیے گھر جا کے نام میرا

پانی کی جگہ سراب پایا — سوکھا سا کھا جواب پایا

ملنے پہ بھی مل سکی نہ محبوب — نزدیک پہونچ کے رہگئی دُور

کچھ زلف نے کی نہ سر پرستی — قد کی نہ چلی دراز دستی

آنکھون مین فسون کا زور کم تھا — بس نام کو پتلیون مین دم تھا

کچھ بس نہ چلا تو چپ ہوئے لب — مُنھ نے کہا بات کھوئے کون اب

سوچی وہ کہ ان تلون نہین تیل — سمجھی کہ منڈھے چڑھے نہ یہ بیل

آئی اتنے مین اک زنِ پیر — لائی تھی وہ یاسمن کی تحریر

آنے کو تو آئی دم کی صورت — کھٹکے سے رُکی قدم کی صورت

گھنگھرو کی صدا سُنی چھُن چھُن — بدظن ہو کر بڑھی وہ چپ اُس

صورت دیکھی تو ہٹ گیا دل — آنکھین ملتے ہی پھٹ گیا دل

بولی وہ کہ لائے یہ نیا راگ — بگڑے گئے آپ جھلستے بھاگ

آتی ہی بھری نفس بجھی گویا — چلاتی گئی جرس بھی گویا

خوب آگ لگائی جل کے اوسنے — بس بو دیا زہر او گل کے اوسنے

بولی کہ دہان ہے مہ جبین اور
گھر مین بھی اور جُدا تھے اس طرح
ہوش اُڑ گئے یاسمن کے سن سے
ہونٹھ اپنے چبائے اوسنے پیہم
رنگت ہوئی تاؤ کھائے کالی
بیچین ہوئی جو چوٹ کھاکر
زلفون سے ہوا جنون اوسکو
دیتا تھا جو داغ چاند تارا
چھاتی پہ جو یشب کی تھی تختی
موتی جو تھے زلفِ مشکسا مین
جگنی چمکی تو جل اُٹھا جی
مین کِسکو دکھاؤن گی سنگار اب
اک بوجھ ہے یہ بُلاق کیا ہے
گردن مری چھوڑ چھلڑی تو
منھ اسکا نہ دیکھون چاہی جی جائے
ہاتھون کو مین چوہی دیتیان خار
کہدے کوئی مُنھ گڑے نہ کھولین
زنجیر ہے سلسلہ جنون کا
کیون ہے مرے ساتھ اوعلی بند

خاتم ہے وہی مگر نگین اور
سینے مین دل و جگر ہین جس طرح
جسطرح ہوا ہو تو چمن سے
یاقوت سے سنگئے وہ نیلم
ظلمت سے گئی شفق کی لالی
بجلی سی گری وہ تلملا کر
منہدی نے رولایا خون اسکو
سرکاتی تھی تا گرے کنارا
پتھر سے گران تھی اوسکی سختی
بیچارے یتیم تھے بلا مین
بولی کہ جلانہ آرسی مراجی
جھومر نہ ہو میرے سر کا بار اب
دم ناک مین اس سے آگیا ہے
کیون ہو کے بلا گلے پڑی تو
میرے ٹھینگے مین آرسی جائے
پتّے کانون کو ہوگئے بار
بس چپ رہین اب چھڑی نہ بولین
بجلی نے بدن تمام پھونکا
ہٹ چھوڑ دے ہاتھ اوعلی بند

یہ بالیان جاکے اپنا جی کھائین
ہاتھ آج جو کنگنون سے چھوٹین
اکون کو لگاؤن آگ جلجائین
صدقے کرون پچلڑی کو کھاجاؤن
بانکین کیا ہین کٹاریان ہین
ہین بیچ مین اسکے اب ہون کیون
پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اسنے
آخر ہاتھے سے میرے چھوٹا
اس نے مرا جی جلایا ہے آج
پازیب کی زیب کچھ نہ جانون
یہ پھول بدن کو ہوگئے خار
چھالون سے دل آج بھر گیا ہے
سرمہ اب گر گیا نظر سے
ایسی وحشت سے خاک اڑائی
کاکل کہتی تھی کیا بلا ہے
الجھن جو ہوئی برنگ سنبل
جی رشک کی آگ سے جلائے
ٹہلی بے چین ادھر ادھر وہ
شہزادہ جب بے حواس آیا

اُس کام کے ہیں بھاڑ مین جائین
پھر مین پہنون تو ہاتھ ٹوٹین
گھنگھرو سب آبلون سے پھل جائین
دانے دانے کو مین چبا جاؤن
پتدے کہ سبک تھے اب گران ہین
کڑیان زنجیر کی سہون کیون
کنکر پتھر ہین لعل ہیرے
ٹیکے کا نصیب اب تو چھوٹا
بجلی پہ الٰہی گر پڑے گا آج
اب پاؤن پڑے تو مین نہ مانون
جلتی ہون تو پھر نہ پہنونگی ہار
لیکن جی سے اتر گیا ہے
بھاگون دیکھون جو میل بھرے سے
نیچے کی زمین اوپر آئی
منھ تکتی تھی آرسی کہ کیا ہے
گھبرا کے گئی چمن کو وہ گل
مانند چراغ لو لگائے
کچھ دیر پھری بشکل سروہ
آئینہ سا منھ کے پاس آیا

آگے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ
دھمکانے لگی کہ او نظر پھر
بولے جو زبان ابھی نکالون
گھونگھٹ نہ ہٹے حیا خبردار
آمیرے حجاب دے مرا ساتھ
اونچا ہو جو سر پٹک کے پھوڑون
یہ شکل نہ بن پڑے تو کیا ہو
طاقت تو جی سنبھالے رہنا
لب شہد کے بدلے ہون سم اوسوقت
خواوسکے بگڑ کے پھر نہ بنتا
بولا وہ کہ تم تو ہو خفا سی
چپ سن بھی ہو منہ بنائے بھی ہو
پھولون کو نہ دیکھنا کبھی تم
چڑیان چہکا کرین تمھین کیا
معشوقون کے ناز اور وہ سب چوچلے
آنچل ہان یون ہی ڈالتے ہین
[illegible] ہان سمٹ کے یون ہی
[illegible] ہان لیکے دل وہ بدل
[illegible] ہان انکی خوشی و رنگ

رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ
ہان ہان پتلی نہ دیکھ اودھر پھر
کاکل جو بڑھے تو مار ڈالون
آنچل نہ اوڑے ہوا خبردار
چہرے سے نہ ہٹنے پائین یہ ہاتھ
نیچا اسکو دکھا کے چھوڑون
اوسوقت کا رنگ دوسرا ہو
چتون برچھی سنبھالے رہنا
تلوار کا دم بنے دم اوسوقت
وہ لاکھ منائین تو نہ منا
کچھ کہتی ہے چہرے کی اداسی
تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو
ایسا نہ ہو سیکھ لو ہنسی تم
تم قصد نہ بولنے کا کرنا
شاید ہون وہ تمھارے ہی طور
گھونگھٹ یون ہی نکالتے ہین
غمزے کرتے ہین ہٹ کے یون ہی
الجھے تو سلجھتے ہین یہ مشکل
دل مین ترس اور نہ زبان پر جنگ

جی جل گیا اس جلی کٹی پر
بولی تمھین کیا غرض ہماری
ترچھی سی نظر ملی کہو ہان
پھولے پھولے ہین گال کیون جی
اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی
چہرہ کیسا ہے آفتابی
بنتی ہونگی سنورتی ہونگی
یہ سچ ہے کہ جھوٹھ سچ بتانا
دل لائے تھے کیون انھین کو دینے
پیچھا چھوڑو کہین ٹلو جاؤ
جلنے لگے مجھ سے آکے گھاتین
اونکے سے ہنر کہین ہین مجھ مین
تم ہو دورنے سمجھ گئی مین
مین پھنس چکی اب چلو نہ یہ چال
الفت کی ہوا پلٹ گئی جلد
دیکھو تو بدل گئین وہ آنکھین
مین دیکھتی ہون نظر ادھر ہے
بولا سب جھوٹھ بولی سب جھوٹھ
اس جھوٹھ کا ہے کہین ٹھکانا

کان اوس کے کھڑے ہوئے یہ سنکر
چھوڑ آئے کہان تم اپنی پیاری
پتلی سی کمر ملی کہو ہان
لمبے لمبے ہین بال کیون جی
دبلی پتلی ہین یا ہین موٹی
رنگت ہی سفید یا گلابی
باتین ہنس ہنس کے کرتی ہونگی
ظالم جھوٹی قسم نہ کھانا
تم آئے تھے کیون انھین کو لینے
سستی چھوٹی مین اب چلو جاؤ
اون سے چکناؤ جاکے باتین
کچھ لال لگے نہین ہین مجھ مین
پہلو مین دل ایک ہی کہ دو ہین
تہ کر رکھو یہ جس کا جال
گرمی کی تھی رات کٹ گئی جلد
آنکھون کی قسم نہین وہ آنکھین
سمجھی ہان اونکا گھر ادھر ہے
ہم تم سیکھے ہین دونون اب جھوٹھ
تمنے کہا اور مینے مانا

ہے یہ تو وہی مثل مری جان
پاپوش سے پاؤن پہ جو سر ہے
چلنے سے زبان ہین رُکے اب
تقدیر جہان لڑی وہین جاؤ
منھ دیکھے کی چاہ مین نہ مانون
منھدی سے تمھارے ملتے ہین طوس
چل دونگی نہین تو ہٹ کے بیٹھو
اب دست درازیان یہ چھوڑین
آنسو آنکھون مین کیون بھرے ہین
مینے دنیا مین کیا نہ دیکھا
بگڑا جو چلن بتاؤ کبتک
دل خاک ملا تھا دل لگی تھی
جاتا رہا داغ عشق کا جلد
تم آئے کہ دن پھرے ہین میرے
سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت
بننے کا کوئی بہانہ ڈھونڈھو
ہو صاف جو اسکے دل سی شک جاے
اصرار زیادہ کیجیے کیون
یکجائی کا وقت دم کی دم تھا

تو مان نہ مان مین ہون مہمان
دل کو تو ٹٹولو وہ کدھر ہے
چھل مجھ سے تمھاری چل چکے اب
چھو مو چاٹو وہی جہین جاؤ
واللہ باللہ مین نہ مانون
منھ پر کچھ اور دل مین کچھ اور
جاؤ اون سے لپٹ کے بیٹھو
پہونچا پکڑے تو ہاتھ ٹوٹین
گرد اوڑ کے پڑی۔ سمجھ گئی ہین
تمسا کوئی چالیا نہ دیکھا
چلتی کاغذ کی ناؤ کبتک
بس چار گھڑی کی چاندنی تھی
مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد
کسکا دیکھا تھا منھ سویرے
چھینٹون سے نہ جائے یہ کدورت
بگڑی کا کل تو شانہ ڈھونڈھو
کانٹا نکلے تو یہ کھٹک جاے
بارود کو آگ دیجیے کیون
وقفہ مثل شباب کم تھا

گلشن سے روان ہوے وہ اسطرح | چشمِ عاشق سے اشک جسطرح

ماہِ عالم کا بیچین رہنا۔ اختر سے ماجرا کہنا۔ خط لکھکر یاسمن کو سلجھانا۔ آخر باغ مین ملکر صاف ہو جانا

بے لطف یہ زندگی ہے بے مے | ساقی للہ آج دے مے
بے نشۂ مے دماغ ہے خشک | روغن جو نہین چراغ ہے خشک
وہ شب شبِ اولِ لحد تھی | وہ شب دشمن کا بختِ بد تھی
شہزادے کو ہاتھ ملتے گذری | مانند چراغ جلتے گذری
تھا پیچ مین جیسے زلف کی لٹ | کروٹ پہ بدل رہا تھا کروٹ
یون ہوش اوڑے تھے اس بلا سے | جسطرح ورق اوڑین ہوا سے
خاموش رہا اوٹھائے گو رنج | رازِ اوسنے چھپایا صورتِ گنج
منھدی کا رنگ تھا غمِ دل | یا آتشِ سنگ تھا غمِ دل
ملتا نہ تھا دل کی آگ سے چین | ہوتا تھا دھوین کی طرح بیچین
اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ | بھاری اسپر یہ رات ہے کچھ
پوچھا نہین سوتے ہو کہان درد | شب کٹتی ہے روتے دل ہے کیون سرد
ہے کسکی خلش کا جی مین کھٹکا | کیا باغ سے کھا کے آئے جھٹکا
ظاہر کیا حالِ بدگمانی | القصہ سنائی سب کہانی
بولا وہ کہ جی نہ ہار جاؤ | زچ ہو کے نہ رنج کو بڑھاؤ
سب دل کا غبار جائے آخر | گندلا پانی نتھر آئے آخر

کیا نخلِ خزان ہرا نہو پھر | بیمار کو کیا شفا نہو پھر
کیا کُ بھڑک کے پھر نہو سرد | کیا اوڑ کے نہ بیٹھے پھر کبھی گرد
اتنا دم لو کہ رات کٹ جائے | پو سے پہلے جگر نہ پھٹ جائے
اوڑ جائے خبر تو زک ہو تمکو | دیوار کے کان ہین یہ سن لو
کہتے سنتے جو شور ہو جائے | اندھیر وہ ہو کہ بھور ہو جائے
جی مین جی کی رہے تو بہتر | یہ آگ دبی رہے تو بہتر
سر تیغ سے مُنھ سے بات کاٹے | کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے
جب جوش جنون بہت ستاتا | اپنی دُھن مین غزل یہ گاتا

غزل

آئے تیرے منانے والے | دیکھو او آنکھین دکھانے والے
کیا جانین اوِنھین پڑھائین کیا کیا | اولٹی پٹی پڑھانے والے
جھگڑے کو بڑھا نہ مثلِ گیسو | اوگیسوون کے بڑھانے والے
یہ جان سے مارتے ہین بے موت | جلاد ہین اس زمانے والے
اللہ ری داغ سر کی سوزش | بیٹھے ہٹکر سرہانے والے
جلنے ہی کے واسطے ہین دلسوز | ٹھنڈے رہین جی جلانے والے

غم چُک جاتا جو ہم سے اے شوق
ہو تے دو چار رکھنے والے

جب چاک کیا سحر نے دامن | سورج ہوا مثلِ داغ روشن
صدمے کیطرح اوٹھا کے خامہ | رو رو کے رقم کیا یہ نامہ

اے مردمِ دیدۂ ضرورت ۔۔۔ اے مصقلِ شیشۂ کدورت
اے نشۂ کبرِ حسن سے مست ۔۔۔ اے چینِ جبیں سے تیغ دردست
آئینہ ہے میری تیرہ بختی ۔۔۔ پتھر کا ہوں جو اوٹھائی سختی
شب گذری لہو کے گھونٹ پیتے ۔۔۔ آخر ہوئی بھور مرتے جیتے
قسمت میں تھا کھیل کا بگڑنا ۔۔۔ مردوں کی طرح بدا تھا لڑنا
یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے ۔۔۔ ایسا جگ جیتے جی نہ چھوٹے
دل جس کا ہر طرح ہے جیسا ۔۔۔ یہ ہے گلِ آفتاب گویا
آئینے پر آئے گر کدورت ۔۔۔ پیش آئے صفائی کی ضرورت
لگے جو گرہ تو کھول ڈالیں ۔۔۔ گھٹکے کہیں پھانس تو نکالیں
مشکل ہے علاجِ بدگمانی ۔۔۔ ہوتا نہیں صاف بند پانی
آنے کو جو کوئی آئے ڈر کیا ۔۔۔ جس گھر میں ہوا نہ آئے گھر کیا
آنکھوں میں خیال آ ہی جائے ۔۔۔ دل ہو تو ملال آ ہی جائے
جانا آنے کی ضد ہے جانی ۔۔۔ آئی ہے تو جائے گی جوانی
آئی تو یہاں سے رو کے بھاگی ۔۔۔ خفت زدہ بات کھو کے بھاگی
وہ گیا اور اوسکی آرزو گیا ۔۔۔ چھوٹے موتی کی آبرو کیا
پتلی کبھی ہے نہ زر کا طالب ۔۔۔ پتھر نہ چنے ثمر کا طالب
کس نے اوسے چاہ کرکے دیکھا ۔۔۔ دیکھا تو بلا سے ڈر کے دیکھا
چہرے سے ورم تھا گال کیا تھے ۔۔۔ کالے دانے تھے خال کیا تھے
پتلی کو کہے سیہ بخت والا ۔۔۔ ہے جمع یہ خونِ مردہ کالا

کیا حلقۂ زلف میں میں گھر کے
روتا اندھے کنوین میں گر کے

ڈالی ہو نگاہِ بد جو رخ پر
ہو حشر آتش پرست ہوکر

چھوڑو گی نہ اب بھی بدظنی تم
تو دیکھو گی میری جان کتنی تم

دل ہے کعبہ اسے نہ ڈھاؤ
اللہ کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ

ملنا چھوٹا تو کیا ملے گا
رشتہ ٹوٹا تو کیا ملے گا

جو حق نہ کہے خدا سے پھر پائے
جو دم تمھیں دے وہ جانسے جائے

مٹ جاؤن جو نام ہو تمھارا
کام آؤن جو کام ہو تمھارا

دل اوسکو جو دون تو جان لے لو
اس بات کی ہان زبان لے لو

زن ایک کہ عقل سے رسا تھی
اندیشے سے تیز رو سوا تھی

خط اوسکو دیا کہ لے کے جا تو
دیوانون کا سلسلہ ملا تو

بولا کہ جواب جلد لانا
پہلے میری اجل سے آنا

یون اوڑ چلی یاسمن کی جو یا
پر اوسکے سے لگے ہوے تھے گویا

مانند بہار آ کے پہونچی
غنچے مین ہوا بچا کے پہونچی

خط کھلنے مین تھا جو خوفِ غماز
پوشیدہ کیے تھی صورتِ راز

خلوت مین جب آئی شمع محفل
خط دیکھیے کیا جواب حاصل

لائی تو یہ انتظار مین تھا
مے کا پیاسا خمار مین تھا

کھولا تو کھلا کہ غم کٹے گا
دریا جو بڑھا ہے پھر گھٹے گا

سختی کے عوض جو پائی نرمی
بدلی ٹھنڈک سے دل کی گرمی

پہونچا خورشید جب لبِ بام
منھ پر چھڑکائے کاکلِ شام

دونون بچپن سے تھے گھرون مین | گلشن کی ہوا بھری تھی تن مین
آپہونچے وہ اپنے اپنے گھر سے | جیسے طائر ادھر اودھر سے
دیدون سے طلسمِ شوق کھولا | خوب ان پلون مین عشق تولا
دھرا وہ خیال نقشِ بر آب | رنجش ہوئی پچھلی رات کا خواب
جو نقش کہ پہلے دلنشین تھا | جز حرفِ غلط وہ کچھ نہین تھا
کھٹکا نہ رہا جو خار نکلا | دل صاف ہوے غبار نکلا
کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل | ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل

شادی کا حال۔ عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقیا لا | بھر بادۂ عیش سے پیالا
آئے پیمانہ آئے مینا | ناچے پیمانہ گائے مینا
کچھ دن جو بسر ہوے اسی طور | جامِ مئے عیش کا ہوا دور
ایوانون مین شاد مرد و زن تھے | میخانون مین جام خندہ زن تھے
پھولے نہ سماتے تھے گلِ باغ | تھی مستِ ترانہ بلبلِ باغ
کلیان مے رنگ سے بھری تھین | یا عطر کی شیشیان بھری تھین
یون تھی ہر شاخ سر جھکائے | ہو جیسے دلھن نظر جھکائے
غنچون کا وہ چٹکے مسکرانا | پتون کا وہ تالیان بجانا
عشاق کے آگے گل جو پھولین | مسکی ہوئی چولیان وہ بھولین
سنبل کھولے بلا کا وہ جال | لیلی کھولے ہوے ہین بال

نرگس کی بہار چشم بد دور — او ترے نظرون سے دیدۂ حور

برگ گل تر پہ شبنم اس طرح — معشوق کے لب پہ دانت جسطرح

بیلون مین ہزارون پیچ و خم تھے — گھونگھر بالون مین اوسنے کم تھے

پھیلا ہوا تھا بنفشہ کا جال — گویا حبشن نے کھولے تھے بال

سب ہمسنین آئین یاسمن کی — کلیان تھین حسن کے چمن کی

کم سن بیباک شوخ خوشخو — بانکی ترچھی حسین گلرو

گال اونکے کھلین تو پھول بتائین — بال اُنکے اوڑین تو سانپ لہرائین

آنکھین بھونرون کیطرح کالی — قد لوچ سے ناردن کی ڈالی

گلزار مین لب جو گلفشان ہون — پھولون سے نہال باغبان ہون

گوشے مین بٹھایا یاسمن کو — پنہان کیا شمع انجمن کو

اتنے مین برات کا دن آیا — خوب اسکو سجا دُلھن بنایا

خلوت مین وہان خیال ہمدم — یان ہالۂ بزم و ماہِ عالم

گھنگھر و وہان شور کر رہے تھے — یان دولے زدہ کر رہے تھے

گیسو وہان ابر گوہر افشان — دامن یہان مہر سان زرافشان

کانون مین جڑاؤ وان کرن پھول — باتون مین یہان چمن چمن پھول

کاجل آنکھون مین وان بلا کا — یان شوق نظارہ انتہا کا

چوٹی کے بناؤ کا وہان ڈھنگ — سیلی کی بہار کا یہان رنگ

رخسارونپہ بجنیون کی وان ضو — شمعِ عارض کی دل کو یان لو

وان رنگِ حنا سے دست و پا لال — چہرہ یہان پھول سے سوا لال

وان چرخ پہ چاند سر پہ جھومر
یان غیرت برق طرۂ سر

وان جلوہ فرد ز چاند تارا
یان ہالۂ ماہ گوشوارا

وان نور تنون مین نور انجم
سر پیچ سے یان ظہور انجم

وان دانت مسی سے اختر شب
یان جوش کہ لب ہے اب بلین لب

وان پردے مین چھپرا دیکی اسکی
یان دلمین ہوس لبون پہ سسکی

وان ہتھر جلا سے غیرت طور
یان فرش ضیا سے مطلع نور

وان حسن و شباب و غمزہ و ناز
یان جام و شراب و نغمۂ و ساز

بن بھن کے براتی اور نوشاہ
تیار ہے چلے قمر کے ہمراہ

ہر سانڈنی آب سے روان تھی
تیزی مین مزاج نوجوان تھی

آئے جو نظر قدم کی رفتار
کاتب بھولے قلم کی رفتار

ہاتھی جو دکھائین اپنی مستی
چھوڑین نہ منوش مے پرستی

اے شرم سے آب آب ہو جائے
مستی آنکھون کی خواب ہو جائے

گھوڑے جو چلین ہوا نہ پہونچے
ابلق ایام کا نہ پہونچے

تلوار سے دم بڑھا ہوا تھا
آندھی سے قدم بڑھا ہوا تھا

نوشہ جو چلا سوار ہو کر
گردون نے پھرایا چتر سر پر

خورشید بھی ساتھ جلوہ گر تھا
تیغے مین شعاعون کا چنور تھا

تھین تو یہ وہ عزم اغیار
گھوڑے ہاتھی فنس ہوادار

ڈنکا نوبت نشان سب ساتھ
لڑکے بوڑھے جوان سب ساتھ

دن گشت مین گذرا رات آئی
چلتی پھرتی برات آئی

کچھ اتنا ہجوم پیش در تھا — پلکوں کا گمان آنکھ پر تھا
رستا نہ ملے جدھر نظر جائے — تھالی پھینکو تو سر ہی پر جائے
آتشبازی وہ رنگ لائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی
دیتے تھے انار پھول اس طرح — کرتے ہیں حسین باتیں جس طرح
گولے کی صدا سے توپ حیران — بہرے ہوں سنیں جو رعد کے کان
بات ایک نہ بن پڑی ہنسی سے — چھپے معشوق پھلجھڑی سے
چرخی لیلی کی چشم بیباک — چکر یا بخت قیس غمناک
قلعے پہ گمان بے ستون تھا — شیرین کا دہن تھا ہر بتاسا
ہتھ پھول سے پھول باغ کے گرد — گگرویوں کے گال رشک سے زرد
اونچے گئے اسقدر غبارے — کچھ بڑھ گئے آسمان کے تارے
رقصاں ہوئیں رنڈیاں وہ آکر — پریوں کو نچائیں گت بنا کر
زہرہ کو یہ چوٹ پر جلن ہو — سپتے گائی بھیرویں سرن ہو
بلبل گلے ہزار جی سے — غنچہ بند کریں وہ گٹکری سے
گل سے نہ گگن قمر سے پرنور — خو سے نازک خبر سے مشہور
سنتے ہی وہ گھنگھروؤں کی جھنکار — ہونے لگے بخت خفتہ بیدار
تھا شادی وصل کا محل یہ — گانے ہیں ناچ کر غزل یہ

غزل

رہنے کو ہے دل بھی اور جگر بھی — یہ گھر بھی ہے آپ کا وہ گھر بھی
آنکھوں کی سیاہی اور سپیدی — دیکھو تو ہے شام بھی سحر بھی

باتین ہی فقط نہین ہین دلجو
کچھ تاکتی ہے تری نظر بھی

گھونگھر بالون کے ہم بھی دیکھین
او گیسوون والے آ ادھر بھی

ہر ہی نہین کاکلون سے پرخم
لنگر سے لچکتی ہے کمر بھی

چمکے کچھ ایسے گال تیرے
چکر مین ہے شمس بھی قمر بھی

در پردہ ہی تاک جھانک ہو شوق
گھونگھٹ کی ہی کچھ تمھین خبر بھی

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ
پچھلی دامن کا ہو گیا ساتھ

شب کٹ گئی بہت رہی جو تھوڑی
دو موتیون کی ملائی جوڑی

دونون مئے شوق سے تھے سرمست
ہاتھا پائی ہوئی سر دست

طالب مین کشش تھی انتہا کی
صحبت ہوئی کاہ و کہربا کی

نیلا ہوا ہونٹھ ایسا چوسا
عیسی کو بنایا اوسنے موسا

بوسون سے کبود کر دیے گال
انگارون سے دو دو کر دیے گال

کھلکر جو ہوئے وہ گل ہم آغوش
گھنگھرو ہوئے کچھ سمجھ کے خاموش

دیکھا جو حجاب کا فتر بینا
کی شمع نے بند چشم بینا

دشوار دلون کا تھامنا تھا
شمشیر و سپر کا سامنا تھا

بستر پہ تھے دونون ماہ پیکر
زیر و زبر بیاض بستر

دونون مین تھی بحث علم مستی
کی ہمزہ الف نے پیشدستی

بجلی سے تھی ماہی تپان سرد
سسکی سے نسیم بوستان گرد

بان گوہر [illegible] تھا گنت مین
وان تھے درِ بے بہا صدف مین

تھے شرطِ وفا میں دونوں پکے — جگ ملکے اوڑلئے پنچھی چھکے
مے پی گے خمار تھا ضروری — کی نشے نے میکشون سے دوری
پھیلا جسوقت صبح کا نور — پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر ماہ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا رستے مین طوفان کے گھاٹ اوترنا

بدلی گلزار کی ہوا پھر — میرے ساقی شراب لا پھر
جاتی ہی بہار جام چل جلئے — ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے
وہ نخلِ مراد اکھڑے چمن کا — گلچین وہ بہارِ یاسمن کا
پھندے رہا آشنائے فردوس — اب خار ہوئی ہوائے فردوس
پردیس مین بو وطن کی آئی — طائر کو ہوا چمن کی آئی
بیچینی سے دل قرار بھولا — پہلو مین جھولتا تھا جھولا
روشن کیا یاسمن پہ یہ داغ — بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ
ہی لطفِ حیات اپنے گھر تک — شادابیٔ برگ ہے شجر تک
انسان جو ہوے وطن تو کیا ہی — دندان جو ہوے دہن تو کیا ہی
گرد اوڑ کے گرگی پھر زمین پر — پھر گرکے اوس بنی شبنم تر
پتلی کو نظر کبھی نہ بھولے — دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے
مان باپ پہ کھولتا تھا مطلب — کہنے کو چلی وہ صورتِ لب
یون آئی ملال جیسے آئے — وقت کا خیال جیسے آئے

آنکھین نیچی اوڑا ہوا رنگ
پوچھا تو کہا وہ قصۂ درد
بولے وہ کہ پھر یہ بو بسی کیا
یا دل جو اوٹھا تو کون روکے
سمجھے کہ بہار جانے پر ہے
دن رات بنا نظر نظر مین
وہ خسرو ملک بیقراری
صدمہ یہ اوٹھاؤن کس جگر سے
شاداب تھا باغِ زندگانی
کیا دل ہے ثمر کہ توڑتے ہو
تم جان ہو جان جب جدا ہو
جانو جا تو نہ جانو تو خیر
ہان آب آنکھون مین وان جبین پر
منھ دیکھ کے رہ گیا شہنشاہ
کیا زور سفر پہ ہے اگر سیل
ہو کچھ کرنا تھا ساتھ سامان
خالی کیا روشنی سے گھر کو
روتے تھے ادھر بھی لوگ ادھر بھی
چلمن سنانے مین پڑی تھی

دل بڑھ کے دہان تنگ سے تنگ
بولی کہ دل اس ہوا سے ہے سرد
منھ کے رو کے رُکے نفس کیا
چل نکلی ہوا تو کون روکے
گلشن مین خزان اب آنے پر ہے
کانٹا کھٹکا جگر جگر مین
بولا داماد سے یہ زاری
ہو نورِ نظر نہان نظر سے
کیون پھیر رہے ہو اس سے پانی
کیا عیب ہوئے ہین جو چھوڑتے ہو
جسم مردہ کی قدر کیا ہو
مانو مانو نہ مانو تو خیر
ہان منھ پہ نگاہ وان تہ مین پیا
سمجھا کہ رُکے نہ ابر کی راہ
کانٹون مین نہ اٹکے دامن سیل
سب کر دیا ہاتھون ہاتھ سامان
رخصت کیا جان کو جگر کو
تھامے تھے کمر بھی اور سر بھی
حیرت زدہ اوٹ چُپ کھڑی تھی

تڑپے آپنے اِس ستم سے
چھائی پیٹی گھڑی نے غم سے

چھائی تھی اداسی صحن بھر پر
جھاڑو سی پھری تمام گھر پر

ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی دھج
چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سورج

ساتھی اتنے کہ اللہ اللہ
پلے نہ ہوا سے نکلنے کی راہ

انبوہ کے بیچ مین محافہ
آہو کے شکم مین جیسے نافہ

بولا وہ کہ بولون منھ چھپاؤن
پوچھو تو پہیلی اک بُجھاؤن

بولی وہ کیا کہا کہ افسوس
بولی یہ کیون کہا کہ مایوس

بولی کہ ہے کون ایسا بیدل
بولا وہ کہ جو کسی کو دے دل

بولی مین پا گئی اشارا
بولا تمکو جو ہو گوارا

آنکھین جو چراؤن کیا کہیگی
معشوق ہون بے وفا کہیگی

ڈر تھا کہ نہ ہو تمھین تأمل
کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل

جس وقت ملے نظر نظر سے
تیر نہ چلین ادھر اودھر سے

اس چوٹ سے دم مرا نہ رُک جائے
ٹھوکر سے قدم مرا نہ رُک جائے

بولی کرو جو خوشی تمھاری
میری پیاری تمھاری پیاری

اب دل ہی برے خیال سے صاف
شیشہ میرا ہے بال سے صاف

خوش ہو کے چلا وہ مثلِ صرصر
جا کر دختِ امیر کے گھر

پردہ درِ مدعا کا کھولا
نزدیک اوسکو بلا کے بولا

یا ہم جو ہون دو شجر تو کیا عیب
توام جو ہون دو ثمر تو کیا عیب

دو آنکھون سے منھ کی آبرو ہے
دو ہونٹھون مین گفتگو ہے

بولی وہ کہ سمجھی مین کہسائی ۔ بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی

بولی وہ کہ کیا سفر ابھی ہے ۔ بولا بس دیر تیری ہی ہے

چل نکلی وہ دے گئے ہاتھ مین ہاتھ ۔ سائے کی مثال ہو گئی ساتھ

رشتہ الفت کا سب سے توڑا ۔ اعضا کو یہ شکل رنج چھوڑا

طے کرتے ہوئے منازل اد ۔ اک بحر پہ لوگ پہونچے ناگاہ

تھی حالت غیظ بسکہ طاری ۔ دریا کے لبون سے کف تھا جاری

لہرا اور بھنور دکھا رہا تھا ۔ شمشیر و سپر دکھا رہا تھا

آواز اوسکی سُنے تو ڈر جائے ۔ پانی دریا کا رعد بھر جائے

اوسکی تپاسی ایک تھی ناؤ ۔ چھولا چھولو جاؤ سپہ چڑھ جاؤ

وہ یاسمن اور وہ ماہ پیکر ۔ ناچار ہوئے سوار اوس پر

سمت سے چلی ہوا مخالف ۔ کیا زور کہ بخت تھا مخالف

چوگان تھی ہوا تو گیند کشتی ۔ تھی گاہ ادھر اور گاہ ادھر تھی

آخر چلکر ہوا کی صورت ۔ ٹوٹی دل ناخدا کی صورت

دولھا تھا کہین دلھن کہین باولی ۔ جان اور کہین بدن کہین اور

ساحل پہ وہ بیقرار ساتھی ۔ کہتے تھے الٰہی کیا ہوا گن

کچھ منھ سے بھنور نہ بولے چالے ۔ لیون مچھلیون نے نکالے ڈالے

سنتے بھی نہ چونک اوٹھے خدایا ۔ کف نے بھی نہ جال مین پھنسایا

[illegible] زن کو نہ آئی چاہ کی لہر ۔ تنکے نے نہ ہاتھ ہو گیا تھم

کچھ کی نہ حباب نے بھلائی ۔ کام آئی نہ خاک آشنائی

ساحل کچھ لب سے تو ہی کہتا
کمبخت کنارہ کش نہ رہتا

کھلتا نہین کچھ کدھر گئے وہ
کیا موت کے گھاٹ اتر گئے وہ

دریا سے انھین نکالتا کون
طوفان مین پانون ڈالتا کون

ڈر سے لرزان تھی موج آب آپ
حیرت سے تھا دم بخود حباب آپ

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا حاکم ملک کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجانا

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا
چھینٹون کی نہین بدی ہے دے لا

بھر دے بھر دے پیالہ بھر دے
دل سرد ہے خوب گرم کر دے

گرداب کے طوق کی گرفتار
وہ یاسمن غریب و ناچار

تھی سبزۂ راہِ فوج طوفان
بہتی چلی مثلِ موج طوفان

زینت دامانِ آب کی تھی
پتلی چشمِ حباب کی تھی

نیلوفر تھے وہ پھول سے گال
بارِ آبی تھے تر جو تھے بال

ہونٹھون کی تری اگر نظر آئے
موج مے ناب خشک ہو جائے

آنچل سے نجالت اسقدر ہو
پھر دامنِ بادہ کش نہ تر ہو

پلکین ڈھلا رہی تھین یکسر
سبزے پہ بہار شبنم تر

غفلت سے تھے دیدہ ہائے تر بند
فتنے گویا کہ تھے نظر بند

وارفتہ ادھر تھی موج ادھر موج
لپٹی جاتی تھی تن سے ہر موج

بے وجہ نہ تھا بھنور کو چکر
صدقے ہوتا تھا گھر پھر کر

حد سے بڑھکر تھا شوق کا جوش
آخر اسی طرح بہتے بہتے
مردہ سی لگی کسی کنارے
حاکم جو اوس دیار کا تھا
اوسدن اوسی رہگذر سے گزرا
دیکھا کہ بدن حجاب مین ہے
جلوہ ظاہر تھا جسم مستور
غواص کی طرح ہاتھ ڈالا
آہستہ سمیٹے بال اوسنے
حسن نمکین سے یہ ہوا حال
کچھ سانس اوسکے بدن مین پائی
لایا دولت کی طرح گھر مین
بھرائی جو چشم ہوش کھولی
گھر والون نے حیف ساتھ چھوڑا
پنجے مین پھنسی ہون کسکے بخت
شہزادے کی چوٹ رنج گھر کا
چھٹے چھوٹے تھے چلتی کیا چال
دل رنج سے بسکہ تھا فسردہ
تھی حالت ضعف اتنی طاری

ساحل کھولے ہوئے تھا آغوش
لہرون کے تلے بچے سہتے سہتے
چلنے ہے جس گھاٹ بخت اوتارے
لڑکا اوسکو شکار کا تھا
یہ نور اوسکی نظر سے گزرا
مچھلی سار دائے آب مین ہے
فانوس مین شمع بزم مین نور
دریا سے برنگ دُر نکالا
کھینچا پانی سے جال اوسنے
بس دیکھتے ہی ٹپک پڑی رال
تھوڑی سی ہوا چمن مین پائی
رکھا اوسے نور سا نظر مین
سہمی چلائی روکے بولی
جگ لاکے کہان فلک نے چھوڑا
دیکھون ابھی رنگ لائے کیا بخت
بدرنگ تھا رنگ اس قسم کا
ملکر کف دست کرتی تھی لال
ساکت تھی بہ شکل نبض مردہ
تھے موے بدن۔ بدن پہ بھاری

شک چہرے پہ زرد پھول کا تھا
قد پیڑ۔ مگر ببول کا تھا

جا کمر بیٹھا تو جل اوٹھی وہ
تاکا تو نظر بدل اوٹھی وہ

چاہا جو کرم تو قہر پایا
مانگی جو شکر تو زہر پایا

پردا و سکو ہوئی چلا وہ جو چال
ایسا ہوا زچ کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیون کا ترس کھانا۔ مان کو سمجھانا۔ آخر مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جانا

دے اے ساقی شراب جوش
بیہوشی نشہ ہے مرا ہوش

مے ہے میکش کی زندگانی
جیسے مچھلی کی جان پانی

کچھ ذکر بھی تھا کبھی کسی کا
کیا نام تھا مشتری کسی کا

ہان وہ قیدی کی کھونے والی
ہان ہان وہی قید ہونیوالی

خاموشی مین دم وفا کا بھرتی
مجبوری مین غم جفا کا کرتی

سوچ آ کے پڑا جو رات دن کا
ایسی ہوئی زار جیسے تنکا

ملنے کا جو اتفاق ہو جائے
سر کے بالون مین آپ کھو جائے

کہنے لگین ساتھ والیان سب
افسوس کہ دن سے تم ہوئین شب

تن خشک ہوا ہے رنگ کالا
بائی پہ پڑا ہو جیسے پالا

کاکل تھی بلا مگر نہین اب
شمشیر جفا نظر نہین اب

ہونٹھون مین وہ بات اب نہین ہے
تھوک آب حیات اب نہین ہے

ابرو لیتے تھے پہلے جانین
اب ہین اوتری ہوئی کمانین

گل تھے کبھی گال اب ہین کوے
زردی سے ہوا ہی رُخ تمھارا
گیسو بے تیل کے ہین روکھے
لب پہلے تھے لال اب نہین لال
بے حسن شباب خشک یا دل
ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو
آنکھون کو رولائے گا یہ رونا
غم کوئی غذا نہین کہ کھاؤ
ہے قید سے چھوٹنے کی گر چاہ
سوچی وہ کہ پیچ سے نکلیے
غم دل مین نہان ہو لطف یہ ہی
کہنے لگی مجھ مین دم نہین اب
تنکا رکھدو تو سر مین خم آے
در گور وہ جسکی چاہ پھر ہو
وہ ایک تو کیا ہزار انسان
ہنسنے لگین رنج سب گئین بھول
چڑیون کیطرح اوڑین وہان سے
اب یہ خواہش ہے مشتری کی
غیرت جو اوڑ گئی تھی آئی

غصّے سے جو پھولین تو ہین پھپھولے
اک انبۂ خشک لو کا مارا
ٹکڑے کسی بیل کے ہین سوکھے
شاید پانون کا پڑ گیا کال
بے عیش حیات بے مزہ پھل
سیدھی ہو جاؤ آہ چھوڑو
ہاتھ ان سے دھولائیگا یہ رونا
کچھ چوٹ ہوا نہین کہ کھاؤ
ہو چاہ مین باؤلی نہ لللہ
زنجیر کٹے وہ چال چلیے
جسطرح سے ئے مین نشۂ مے
طاقت سر کی قسم نہین اب
پتا سی اوڑون ہوا جو چھو جاے
توبہ ایسا گناہ پھر ہو
ایڑی چوٹی پہ میری قربان
کلیان کھل کھل کے ہو گئین پھول
گویا ہوئین آگے اوسکی ہان سے
پرچھائین نہ دیکھے آدمی کی
دولت جو کھو گئی تھی پائی

لیکن اب وہ پری نہین ہے
اور ہو بھی تو مشتری نہین ہے

ایسا کیا غم نے زار اوسکو
ڈور اوڑکے گرے جو منھ سے پھونکو

زنجیر مین قفل سی پڑی ہے
زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہے

گل کھوکے نصیب مین ہے داغ اب
بجھنے کے قریب ہے چراغ اب

یہ سنکے اوٹھی وہ درد کی طرح
جلتی ہوئی آہِ سرد کی طرح

آئی تو یہ تھی شکستہ احوال
ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال

دیکھا تو ہے کونے مین وہ ناچار
جیسے مکڑی کے جالے کا تار

ملکر ہوئین اشکبار آنکھین
چوکا ہوئین ہوکے چار آنکھین

زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا
دل زلف کے پیچ سے نکالا

گھر بار چھوڑ چھاڑ مشتری کا شکو نکلجانا۔ صبح کو گھر والیون کا چکرانا

کس نے ابتک سنا ہے توبہ
کیسی توبہ الٰہی توبہ

فلقے افلاس کے ہین ساقی
پھر رندئین جو دم ہے باقی

جب دور ہوئی بلائے زنجیر
چمکی پھر مشتری کی تقدیر

الفت کی ہوا کا آیا جھونکا
جھرمٹ ہوا ساتھ والیون کا

کٹ کٹ گئی تھین پلٹکے آئین
ہٹ ہٹ گئی تھین سمٹ کے آئین

دیکھی جو پری کی چال پائی
سمجھین وہ کہ آدمیت آئی

وحشت نہین اب سنبھل گئی ہے
گرمی نہین رت بدل گئی ہے

کیا جانین کہ دل بھرا ہے کدھر سے
موقع پایا تو لائے گی راگ
ظاہر سے یہان جُدا تھا باطن
دن بھر یہ دعا کہ رات آئے
رہ رہ گئی تول تول کر پر
اک شب جیسے کہ چشمِ بے نور
چمکین لیکن چمک نہ سوجھے
لب ایسے نہ ہون مسی سے کالے
دیکھا جو شمع سب ہین غافل
بجھتی ہوئی شمع کی نظر سے
تھا تیز روی پہ جسم کو ناز
کوسون پیچھے حواس چھوٹے
ہوتے ہی سفید شب کی کاکل
وان گھر مین سحر کو ہو گئی بھول
مان بولی وہ سیمبر نہین ہاے
وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیون
سب گھر مین ہین وہ نہین یہ تقدیر
شمعین کئی پھیرے پر کھڑی تھین
یہ سب اپنی جلن مین جل جائین

یہ نیک بنی خیالِ بد سے
موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ
رنگِ برگِ حنا تھا باطن
شب بھر یہ ہوا کہ گھات پائے
سو بار سمٹے کھول کر پر
یا تھی بختِ سیاہِ مجبور
تارے کیا چاند تک نہ سوجھے
گیسوئے سیاہ سر جھکا لے
آہستہ اوٹھی بصورتِ دل
مثلِ برکت اوڑی وہ گھر سے
جس سے بچھڑی پرون کی آواز
شبدیز ہوا کے پاؤن ٹوٹے
جنگل مین بسی وہ صورتِ گل
جو تھی گھر مین وہ زندہ در گور
مٹھی ہوئی خالی زر نہین ہاے
کچھ پھانس نہ تھی نکل گئی کیون
بازی ہوئی گنجفے کی بے میر
آنکھین انکی بڑی بڑی تھین
اللہ کرے ابھی پگھل جائین

بولا نہ پلنگ وہ اوٹھی جب
چولین ڈھیلی کرونگی مین اب

جی چھوڑ کے جستجو کی ٹھانی
رستے رستے کی خاک چھانی

چوپائی ہوا سے شرط بد کر
کھائے چارون طرف کے چکر

بدلی تھی کہ روتی اور پھرتی
بجلی تھی کہ جلتی اور گرتی

جز خاک نہ ہاتھ مین کچھ آیا
جز داغِ فراق کچھ نہ پایا

تھا تلخ مزہ جو زندگی کا
دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بہتے بہتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلنا اور مشتری کا ملجانا مشتری کا یاسمن کی جستجو کو چلنا اور پاکر اوڑا لانا

کشتی مے کی جو چال سے ٹوٹی
ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی

لیکن ساقی کے سر پڑے رند
پچھٹ ہی کے گھاٹ وتر پڑی رند

وان یاسمن اور ہوائے بیداد
شہزادے پہ یان پڑی یہ اُفتاد

کسی طرف بہا یہ
گویا تختِ روان پہ تھا یہ

دریا مین بھی تھا شکوہِ شاہی
سکّہ بیٹھا تھا تا بہ ماہی

تاج اوسکے لیئے حباب لایا
تھان آبِ روان کا آب لایا

موجین نہ تھین گرد اوسکے راہی
ہمراہ تھے فوج کے سپاہی

بہتا ہوا دور جا کے نکلا
جنگل مین کنارہ پاکے نکلا

چھوٹے بھی تھے پیڑ اور بڑے بھی
بیٹھے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی

سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوجھے
مشکل کہ سمجھ پہیلی بوجھے

کھالے سو ٹھوکرین نہ جبتک
دل سے پہونچے نہ حرف لب تک

ظلمت مثل سواد دیدہ
شکل مردم بلا رسیدہ

وان جادۂ خاک پر بلا
وان خوشۂ تاک تاک پر بلا

وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر
وان شاخ کو شاخ ہی تھی شمشیر

وان نہر کا آب آب خنجر
وان سبزے کی نوک نوک نشتر

وان خار نگاہ چشم حاسد
وان پھول کا رنگ خون فاسد

میدان مین دھوپ اگر پڑی تھی
تلوار کی آنچ سے کڑی تھی

اوس سے تب ہجر کو جلن ہو
جلکر کولا بشر کا تن ہو

جلنے سے ہوا مین اگ چمک تھی
گویا شعلے کی وہ لپک تھی

بالو کمبخت اس قدر گرم
ہو سنگ پگھل کے موم سے نرم

جو اوسمین پڑا یہ اوسنے جانا
جلتے ہوے بھاڑ مین ہے دانا

دن بھر تو پھرا کیا ہوائی
شب مثل بلا جو سر پہ آئی

اندیشے سے مثل مرغ اوڑے ہوش
بیٹھا سر نخل خانہ بردوش

کودا دم صبح پیڑ پر سے
پھل جیسے ٹپک پڑے شجر سے

کھانے لگا مثل بخت چکر
پھرنے لگا جسطرح پھرے سر

چمکا تقدیر کا ستارا
آئی نظر ایک ماہ پارہ

ایک ایک انگل پہ پانؤن دھرتا
پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا

صورت پہ جو کی نظر پری تھی
اپنے یوسف کی مشتری تھی

چومے اوسنے قدم بشر کے
صدقے ہوئی پھرکے گرد سر کے

حیران حیران ہوے بغلگیر ۔ جیسے آئینہ اور تصویر
بولا جنگل کہان تو ۔ کیون رنگ کیطرح ہے روان تو
کیون ہے گردش مین صورتِ چاک ۔ چھلنی نہین چھانتی ہے کیون خاک
پتھر پڑین تیرے اس جنون پر ۔ لے اس جنگل مین خاک پتھر
یان لالۂ دشت قلب بیدین ۔ یان چشمِ غزال چشمِ بدبین
یان بادِ صبا پیامِ آفت ۔ یان سبزۂ راہ دامِ آفت
ٹوکا نہ اری تجھے کسی نے ۔ روکا نہ سفر سے نازکی نے
ہے آگ یہان کی بادِ صرصر ۔ کر شکر کہ جلنے سے بچے پر
جب سانس کے ساتھ شعلے آئے ۔ اللہ ہی جان کو بچائے
بولی کہ ہے بحرِ عشق کو جوش ۔ ہون صورتِ موج خانہ بردوش
بس چھیڑ نہ اے عزیزِ اللہ ۔ یوسف کی قسم ہے تیری ہی چاہ
قسمت سے ملا حبیب میرا ۔ طالع میرے نصیب میرا
تو اپنی تو سرگزشت کچھ کہہ ۔ نیرنگِ قیامِ دشت کچھ کہہ
بولا وہ کہ جان کھوکے آیا ۔ مین بحر سے ہاتھ دھوکے آیا
فردوس سے گل وہ لیکے چلنا ۔ خسرو کو وہ داغ دیکے چلنا
ہونا طرفِ وطن وہ راہی ۔ کشتی کی وہ بحر مین تباہی
وہ رخصتِ امیر اور وہ اختر ۔ داغ اور لگی جدائیون کے نشتر
دونون کا کنارے چھوٹ جانا ۔ دونون آنکھون کا پھوٹ جانا
یکسر کہی سرگزشتِ فرقت ۔ دکھلائے وہ خارِ دشتِ فرقت

بولی وہ کہ عیش و غم ہین تین ساتھ
دو یارون کا جیسے ہاتھ مین ہاتھ

امید ہے دم کے ساتھ باقی
مے پھر ملے زندہ ہے جو ساقی

کیا عمر ہے عیش کا زمانا
جس کا ممکن نہین پھر آنا

تدبیر سے کام چل ہی جائے
مے کھنچنے پہ جام چل ہی جائے

ہے منھ مین زبان بولنے کو
ناخن ہین گرہ کے کھولنے کو

جی کوئی کڑی پڑے نہ ہارے
نکلے پتھر سے لعل پیارے

مین ہون سرگرم جستجو پر
سورج کی روش پھرونگی دن بھر

رات آکے یہین بسر کرونگی
دیکھون گی یہ رخ سحر کرونگی

اپنے اللہ کی قسم ہے
دم ڈھونڈھ کے لون جو دم مین دم ہے

شب بھر رہتی قریب پہلو
جیسے گیسو کے پاس بو ہے

تڑکے مثل نسیم چلتی
آگے خورشید سے نکلتی

موقع پہ بدلتی وہ نیا روپ
سایہ بنتی کہین کہین دھوپ

دیکھا کسی گھر کا در اگر بند
سمجھی کہ یہین ہے وہ نظربند

جالی سے غبار بنکے پہونچی
یا دھوپ کی طرح چھن کے پہونچی

پھرتی رہی رات دن وہ دلسوز
گھر گھر گئی صورت شب و روز

آوارہ برنگ بو ہوائی
جس غنچے مین یاسمن بھی آئی

سب شہر بسا تھا اوسکی بو سے
پردہ ہوا فاش گفتگو سے

باتون باتون جو بات پائی
شب کے پردے مین گھات پائی

پہنا رخت بشر پری نے
لی برج کی راہ مشتری نے

کانون سے سنا محل مین کچھ شور — چھپکر جھانکی وہ جس طرح چور
دیکھا کہ اکیلی رو رہی ہے — سوچی یہ کہ ہو نہ ہو وہی ہے
زینے کیطرف بڑھی دبے پاؤن — سلائی کی روش چڑھی دبے پاؤن
ملنے کا جو تل گیا کچھ انداز — ظاہر ہوئی کھلکے صورت راز
ظلمت سے عیان ہوئی وہ اس طرح — سر کے بالون سے مانگ جس طرح
تسلیم جو کی جواب پایا — غمدیدہ اوٹھی ملی بٹھایا
پوچھا کہ لقب کہا پریشان — پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان
پوچھا مقصد کہا کہ پانا — پوچھا مطلب کہا ملانا
اپنی کے عوض کہی پرائی — اولٹی گنگا غرض بہائی
سن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہے — یہ پیچ چلی تو گھات کیا ہے
پتائی کہ داغ دے نہ یہ پھول — ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو غول
یون ڈر گئی وہ قضا سے جسطرح — دل ہل گیا پھل ہوا سے جسطرح
نبضین جو بدن کی چل رہی تھین — سب دل کیطرح اوچھل رہی تھین
کہنے لگا ماتھے کا پسینا — چھالے رکھتا ہے آبگینا
ایسا کچا تھا چہرے کا رنگ — آنسو جو بہے تو دھل گیا رنگ
دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت — اُگی مٹی کی جیسی مورت
اوس نے پوچھا کہ نام کیا ہے — اوس نے پوچھا کہ کام کیا ہے
یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ — ہاتھے سے اوکھڑ کے کٹ گئی وہ
دن کی پوچھی تو شب کی کہدی — سر کی پوچھی تو لب کی کہدی

بولی یہ کہ ہوش مین بس آؤ
صورت ہی یہ اور ہی کہین کی
اتنا تو ڈرتے ہونگے لڑکے
رونے کو پڑی ہین اور راتین
جُگ بات ہے اکیلی نرد بہتر
بولی کہ اکیلی نرد کٹ جائے
بولی اتنا مجھے بتا دو
بولی مرے پاس صرف دم ہے
بولی مری جان دم نہ دو تم
سو باتون کی ایک بات سن لو
بولی کہ نہ دونگی یون زبان مین
کیون مانگتی ہو زبان کیون جی
آخر کیون مین زبان کھو کر
انجان کو کوئی جانے بوجھے
جب تک مین بات پا نہ جاؤن
بولی مین دلشکن نہین ہون
صندل ابھی دردِ سر کا ہونگی
بولی نہ ستاؤ بکتی ہو کیون
صندل کو لگاؤن آگ جل جائے

ایسی کبھی نہ پڑ کٹی اوڑاؤ
لینا نہ ذرا نہین نہین کی
تھامو دل کو بہت نہ دھڑکے
مجھ سے کرو پہلے ہنس کے باتین
جوڑی کہ گھر ہے فرد بہتر
ہو فرد گھر تو قدر گھٹ جائے
جوڑی جو ملاؤن مین تو کیا دو
اور اسکے سوا جو ہی تو غم ہے
اور غم کا تو نام اب نہ لو تم
چپکے سے زبان مجھ کو دے دو
کھیلی نہین چپی گولیان مین
کھیلے گے زبان چاٹ لونگی
گونگی ہون بے زبان ہو کر
آنکھین کھلین اونچ نیچ سوجھے
دھڑکا ہے کہ منہ کی کھا نہ جاؤن
سمجھو نہ جا تو آنکھین ہوون
مرہم زخم جگر کا ہونگی
زخمون پہ نمک چھڑکتی ہو کیون
مرہم پڑے بھاڑ مین پگھل جائے

تھا تھوڑے دنون سے دل پھپھولا
جو بات ہے وہ گھماؤ کی ہے
بے سمجھے یہ سمجھون کس طرح مین
بولی اللہ ری بدگمانی
موقع تو یہ میل جول کا ہے
بخت آج تمھارے آگے لایا
بولی کہ یہ باتین کون جانے
سایہ کیسا شجر نہین تم
بولی اجی دیکھو مین پری ہون
مینے تمھین ڈھونڈھنے کو جاتی
در در گئی رہگزر کی صورت
بو ہوکے بسی مین ہر چمن مین
فردوس ہے کیا چمن تمھارا
بولی ہان اب زبان لے لو
اک بات کہون جو مان لو تم
اچھا کی صدا دہن سے نکلی
آخر پوچھا کہ کچھ خیر ہے
بولی کہ پڑا ہے دشت سے کام
وہ دشت ہوا جہان کی مسموم

اب تم نے کیا جلا کے کولا
ہر چال تمھاری داؤ کی ہے
دل اور زبان ایک ہی ہین
ہین پا گئی داد جانفشانی
تم جنگ پہ تُل پڑین یہ کیا ہے
انسان کے پیرہن مین سایا
آپ آئین پہیلیان بجھانے
دامن نہین ابر تر نہین تم
شہزادے کی لونڈی مشتری ہون
ساری دنیا کی خاک چھانی
گھر گھر پہونچی سحر کی صورت
آئینہ بنی ہر انجمن مین
کیا نام ہے یاسمن تمھارا
بولی اچھی گالیان تو دے لو
بندی کو کنیز جان لو تم
غنچہ یاسمن سے نکلی
وہ ماہ اے مشتری کدھر ہے
پابند ہوا ہے گشت سے کام
لایُوم وہان ہین یا ہین قوم

پتوں کا جو کوئی پیڑ پائے ... تو میت کی آگ وہ بجھائے

تن ضعف سے خار پیرہن میں ... رخ گرد سے چاند ہے گہن میں

پہلو میں نہیں قرار دم بھر ... دل ہے گویا گھڑی کا لنگر

بولی پھر اب کہاں کہ چلئے ... بولی کیونکر کہا سنبھلیے

یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا ... اوڑ کر لے آئی تخت اپنا

بیٹھیں سر تخت دونوں اسطرح ... دو آنکھیں ہوں ایک رخ میں جسطرح

شمعیں دو تھیں مگر لگن ایک ... تھے پیڑ تو دو مگر چمن ایک

وہ تخت اوڑا وہاں سے اسطرح ... جھلسے ہوئے رخ کا رنگ جسطرح

چلنا تھا وہی وہی تھا آنا ... کیا دور تھا تیر سے نشانا

دیکھا تو پڑا ہوا تھا غمناک ... نقش کف پا سا تھا سر خاک

حیرت زدہ پتلیوں سے دیدے ... میخانوں کے بدلے تبکدے تھے

پرگرد تھا بسکہ چہرے کا خط ... گویا کہ خط غبار تھا خط

قد اور رگوں پہ کہنے والا ... اہدے سوکھے شجر میں جالا

گیسو جو چٹکے مل گئے تھے ... کچھ سانپ سمٹ کے مل گئے تھے

جب وہ آواز پر نہ بولا ... جوڑا اسنے تب اپنا کھولا

رونے لگی بیٹھکر یہ گلرو ... آنچل کی ہوا تو بالوں کی بو

گل گال گلاب تھا پسینا ... چھڑکا وہ تھیں گالوں کا پسینا

بیدم کو جو ہوش یوں نہ آیا ... لب پر لب رکھ کے سر ہلایا

غفلت لب کے اثر نے کم کی ... کچھ تب عناب تر نے کم کی

آنکھیں جو کھلیں نصیب جاگے
اقبال تھا سر پہ دولت آگے

کرنے لگی مشتری اشارا
ہے عید کا چاند منھ ہمارا

جنکو تھے بھری تھی یاس کی شکل
یکجا ہوے پھر حواس کی شکل

وہ ہجر کے دن وہ غم کی راتین
نکلین دونون مین پچھلی باتین

پالا جسکو پڑا تھا جس سے
اسنے کہا اوس سے اوسنے اس سے

لب وا جو ہوے تو عقدہ وا تھا
پٹ کے در کھلے تو پردہ گیا تھا

اختر کا ایک شہر مین گزر۔ زہرہ پر عشق کی نظر۔ زہرہ کی چاہ اختر پر لگاوٹ کی نگاہ۔ ساحر کا ہجر کے خیال سے ڈرنا زہرہ کو طلسم کے برج مین قید کرنا

خوش خوش بیٹھے ہین پینے والے
ساقی کے گلے مین ہاتھ ڈالے

دل ٹوٹ کے دختر رز سے انکا
دینے لگی زلف موج جھٹکا

وہ تاجر راہبر وہ اختر
وہ دختر امیر اور وہ لشکر

سب یاس کے گھاٹ اوتر کے روے
ساحل سے کنارہ کرکے روے

آنکھین یون آنسوون سے پرآب
ساون بھادون کے جیسے تالاب

دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
گردش انکو برنگ ایام

داغون سے بدن فلک کیصورت
کانٹون سے بدن پلنگ کیصورت

چکر مین ادھر تھا ایک ادھر ایک
تھا سوزن ساعت اونہین ہر ایک

سب بادہوائی کرتے تھے گشت
اک شہر ملا جو طے ہوا دشت

یون شہر مین پہونچے چلنے والے — تا گوش رسا ہون جیسے نالے
اختر گزرا جو رہگزر سے — گزری اک مہ لقا نظر سے
اوس ملک پہ حکمران وہی تھی — اوس خاک پہ آسمان وہی تھی
زہرہ مشہور دیس مین وہ — تھی حور انسان کے بھیس مین وہ
کاکل وہ بلا کہ بڑھ کے دل لے — وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے
تھی مانگ کہ راہ کجبلی بن کی — سرحد یا چین اور ختن کی
ماتھے کی چمک سے ماند سورج — دونون رخسارے چاند سورج
تلوارین بھنوؤنکی کاٹ مین طاق — دیدے دونون بلا کے قزاق
ایسی دُنیا مین ہو گی کم ناک — تھی عطر گلاب کی قلم ناک
تنگی سے کھلے دہن بہ مشکل — پھر بھی نکلے سخن بہ مشکل
نیچے اوپر جو دونون لب تھے — زیر و زبر کلام رب تھے
دانت اوسکے تھے صاف سرخ تھے لب — ہیرے کے تھے دانت لعل کے لب
گالون مین تھی جوشش جوانی — جیسے ہانڈی مین گرم پانی
چہرہ اوس کا تھا آفتابی — ہلکا بادل لباس آبی
حیرت تھی کہ لوچ کسقدر ہے — یہ بال کمانی یا کمر ہے
دیکھا تو نظر لڑی غضب کی — برچھی سیدھی پڑی غضب کی
کاکل بولی کمند ڈالو — چتون بولی کہ دل اوڑا لو
زہرہ کا بھی کچھ سے کچھ ہوا حال — ٹپکی اختر کی شکل پر رال
کیا اوسنے فقط نظر سے دیکھا — دل سے دیکھا جگر سے دیکھا

پھیلی اس طرح غم کی تاثیر — جیسے رگ رگ مین سم کی تاثیر
دل پر کھائی نگاہ کی چوٹ — گھر کو چلی لے کے راہ کی چوٹ
راہی وہ ہوئی وہین تھما یہ — بوٹا سا زمین پر جما یہ
بیٹھا بیچارہ رہگذر پر — جس طرح گدا سخی کے در پر
جو سر کہ تھا اوج سے ہم آغوش — اب خاک پہ تھا بشکل پاپوش
کیا عشق کا ولولہ نہان ہو — ہو آگ جہان وہان دھوان ہو
یون داغ جنون کے سر پہ چمکین — جیسے جگنو شجر پہ چمکین
لوگون کو ملے نئے شگوفے — غنچون مین کھلے نئے شگوفے
ساحر کوئی زہرہ پر فدا تھا — قیدی اُلفت کے چاہ کا تھا
کھائے ہوئے دل پہ عشق کا داغ — شیدائے بہارِ لالہ تھا زاغ
شہرت نے جو چین اوسکا کھویا — بادل کی طرح گرج کے رویا
سوچا وہ کہ بھڑکی عشق کی آگ — لائی زہرہ تو یہ نیا راگ
اختر جو اوڑا کے اوسکو لیجائے — چڑیا سونے کی ہاتھ سے جائے
زہرہ کو کیا فسون کا پابند — اک بُرج طلسم مین کیا بند
روشن تھی فسون کی لاگ باہر — تھی خاک اندر تو آگ باہر
شعلون مین طلسم کے اکیلی — لالے کی چمن مین تھی چنبیلی
زہرہ وہان سر سے پاؤن تک درد — اختر یہان گرمِ نالۂ سرد
وہ خاک نشین وہان فسون سے — یہ خاک بسر یہان جنون سے
وہ بُرج مین جیسے سر مین سودا — یہ سکتے مین جیسے نقشِ دیبا

مشتری کا جستجو مین جانا۔ اختر۔ دختت امیر اور سب بچھڑے ہوؤنکو پانا۔ شہزادے کے پاس آنا۔ سب کو باہم ملانا

ساقی بھی نہان ہے اور مے بھی
دیکھو دیکھو وہ آیا ساقی
اختر کی ادھر پری تھی جویا
اڑتی پھرتی تھی یون وہ بے صبر
مثل تار شعاع خورشید
بازو جو تھکے زمین پہ اوتری
رفتہ رفتہ پری پیادہ
نقش کف پا تھے رہبری کو
اختر کا سنا جو ہر طرف نام
یہ رنگ اوسی عشقباز کا ہے
دل مین لیکر سنی سنائی
دیکھا اختر غریب غمناک
بال اولجھے ہوے طبیعت آسا
تنک ہو صد چاک پیرہن پر
سر شکل ثمر جھکا ہوا تھا
پھر دختر امیر سے ملی وہ

آخر کچھ میکدے مین ہے بھی
لایا وہی چیز لایا ساقی
یوسف کی وہ مشتری تھی جویا
جس طرح ہوا پہ لکۂ ابر
ہر سمت نگاہ چشم امید
تب تھی گویا کہ چڑھ کر اوتری
پہونچی ساحل پہ مثل جادہ
لائے اوسی شہر تک پری کو
سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام
نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے
پوچھا پا چھاپتے پر آئی
ذرے کی مثال ہے سر خاک
میل اونکے پرون مین جیسے لاسا
پر ہین کسی مرغ کے بدن پر
دم مثل قدم رکا ہوا تھا
سمجھی کہ ہے پیکر گلی وہ

پسلی نہین پھڑکتی دم نہین ہے
رخ سے کہنے کو گل مگر نہین رنگ
لب پے رد چپ مارے غم سے تھا رخ
زینت تھی تو بے نمک تھی پھیکی
سا تھی بیدم پڑے تھے اسطرح
عقدہ ہوا حل جو منھ سے بولی
شہزادے کی کہکر اونکی بستر
بولی نالان نہ مثل نے ہو
کانٹا کیتک قدم کو روکے
تم دیکھو تو ہجر و وصل دکھلا مین
کہہ سنکے ہوا ہوئی وہ اڑ کر
شہزادے تک آتی آتی آئی
یون آئی وہ جسطرح شب وصل
پوچھا پایا کہا کہ پایا
سوکھے دھانون پڑا جو پانی
شب بھر جو رہی ہوا سحر کی
اتنا تو نہ چل سکے قلم تیز
جز سایہ نہ دے سکا کوئی ساتھ
پہونچی وہ پری جو ساتھ لیکر

زلفین نہین بنتین خم نہین ہے
لب نام کو لعل ورنہ ہین سنگ
ابرو ترا ہوا دائرہ تھا یا رخ
آنکھین بیمار تھین کبھی کی
کنکر پتھر زمین پہ جس طرح
خاطر کی گرہ زبان سے کھولی
اختر کے جنون پہ سر کو دھنکر
ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
ہچکی تا چند دم کو روکے
لب دم مین جدا ہون دم مین ملجائین
لی دشت کی راہ مثل صرصر
روتی گئی مسکراتی آئی
یا بعد خزان بہار کی فصل
گھر گھاٹ اوسے ملنے کا نبایا
پائی نئے سر سے زندگانی
لی نور کے تڑکے راہ اودھر کی
جلاد کا خنجر اون سے کم تیز
گرتا پڑتا رہا ہی ساتھ
باہم ملے دونون ماہ و اختر

تب کیا سب کو یون خدا نے — جسطرح انار مین ہون دانے
مل مل کے وہ مدتون کے چھوٹے — ایسے پھولے کہ بند ٹوٹے

اختر کی بیچینی اور شہزادی کا سمجھانا۔ مشتری کا فقیر کے پاس سے لوح لانا

اختر کا لوح لیکے جانا۔ ساحر کو مار کے زہرہ کو قید طلسم سے چھوڑانا

بے مے نہ جئین گے رند ساقی — واللہ نہ جئین گے رند ساقی
ہنس دے چین جبین سے حاصل — یان کہہ منھ سے نہین ہے حاصل
آئینہ ہوا جو راز ہمدم — آیا چپکے مین ماہ عالم
دیکھے اختر کے داغ اوسنے — جلتے پائے چراغ اوسنے
بولا کہ ارے ستمگری نہ ہو تو — جی ہے تو جہان جی نہ کھو تو
دل جا کے نہ ہاتھ آئے گا پھر — کچھ قرض نہین کہ پلٹے گا پھر
دانائی نہین کہ سم کو چکھیے — دلدل مین قدم کبھی نہ رکھیے
کیا داغ ہے زر کہ کام آئے — کیا غم ہے ثمر کو کوئی کھائے
لے جان کہ سوچ جی مین چھپ کے — کھن وانے کو کھلائے چپکے چپکے
یان پند زبان پہ تھی وہان آہ — یان جان عزیز تھی وہان بیاہ
بولا کہ نہ بولو دل ہے غمناک — مرجھائی ہوئی کلی کھلے تاک
لو اب تو لگی ہے بلا سے سر جائے — وہ تب نہین عشق جو اوتر جائے
مارا دل پر نظر نے بھالا — جادو آنکھون نے مجھپہ ڈالا
گیسو ہین بلا کیسطرح گھیرے — چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے

وہ رنج و غم اب سے دور بھولے | اپنی بیتی حضور بھولے
بولا کہ طلسم ہے بلا کا | شعلوں سے گذر نہیں ہوا کا
اس آگ میں کون آدمی جائے | دوزخ میں نہ کوئی جیتے جی جائے
بولا کہ بلا کا ڈر کہاں تک | پتے کو ہوا کا ڈر کہاں تک
آتی ہے بلا تو کٹتی بھی ہے | بڑھتی بھی ہے رات گھٹتی بھی ہے
کاکل کالی بلا ہے لیکن | ہوں موے سیہ سفید اک دن
تھی دفتر عقل میں پری فرد | سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد
بے آب ہو کیا تشنگی دور | بے مے نہ مٹے خمار مخمور
ہم قوم تھا ایک صاحب دل | عالم زاہد فقیر کامل
پیشانی صاف آب کو شرم | داغ سجدہ حباب کوثر
گونگا بولے جو لب ہلا دے | پتلی کو نگاہ سے جلا دے
عقدہ کرے حل ذہن جو کھولے | زندہ کرے موت کو جو بولے
گھر اوسکا تھا دامن جبل میں | وہ لعل تھا سنگ کی بغل میں
بادل کی طرح اوڑی ہوائی | پاس اوسکے وہ مثل صبر آئی
آئینہ تھا قلب صاحب فن | اندھیر کا حال سب تھا روشن
منہ کھلتے ہی در کھلا سخن کا | کھویا باتوں سے درد جی کا
دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد | ہوا آتش سحر مثل گل سرد
یوں لے کے روان ہوئی وہ بیتاب | جسطرح روان ہو کوہ سے آب
غم لے کے گئی تھی عیش لائی | غنچہ گئی پھول ہو کے آئی

اختر نے وہ لوح پاکے لی راہ ۔ جبر سحر کی کاٹی صورت کاہ

قفل باب طلسم توڑا ۔ دوزخ کو ارم بنا کے چھوڑا

دیکھا تو نہ وہ فسون نہ وہ لاگ ۔ گلزار خلیل ہو گئی آگ

ساحر پہ پڑی جو چوٹ بھاری ۔ فی النار تھا ایک پل میں ناری

نکلی جو برنگ کہکشان راہ ۔ زہرہ نکل آئی صورت ماہ

رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی ۔ رک رک کے کمر سنبھالتی تھی

مسکی لب پر شکن جبین پر ۔ آنچل منھ پر نظر زمین پر

گردن نہ اوٹھا سکی وہ گلفام ۔ احسان کا بوجھ شرم کا نام

پوشیدہ غبار سے تھی صورت ۔ جیسے خاطر ہو پر کدورت

دکھلاتے تھے بال اوسکے اوڑکر ۔ اوڑتی ہوئی ناگنین ہوا پر

بوا نے چمن میں پھر کے آئی ۔ روح اپنے بدن میں پھر کے آئی

مہمانوں کو لائی پتلیوں پر ۔ دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر

ہمچشم ملے جو تکتے تھے راہ ۔ آئے وہ عزیز جنکو تھی چاہ

عاشق معشوق کا وصال یعنی زہرہ اور اختر کے عقد کا حال

ساقی آ میکدے کا در کھول ۔ خم صلوت چشم فتنہ گر کھول

مے پینے کو رند آ ڈٹے پھر ۔ چلو چلو ابھی بٹے پھر

جب برج میں اپنے آئی زہرہ ۔ کچھ اور ہی راگ لائی زہرہ

دھو دھا کے جو صاف کر لیا تن ۔ چمکی وہ نکھر کے جیسے کندن

سائے سے بدن کے دھوپ پھیلی — رخ صاف تھا آرسی تھی میلی

جب گوندھ کے اوسنے چھوڑی چوٹی — ناگن صحن چمن مین لوٹی

رنگین کئے دونون لب مسی سے — روئی کالی گھٹا اسی سے

شاخ گل سی وہ تن کے پھولی — بالی پتے پہن کے پھولی

کان اوسکے تھے موتیون مین اسطرح — عاشق کا دل آبلون مین جسطرح

ہیرے کا کنول تھا جسکی تھی لونگ — تھی ناک سنگار کی وہی لونگ

قد مین زیور کچھ اسقدر تھا — گھنگھی کا پھلا ہوا شجر تھا

دھانی کپڑون مین تن کا یہ حال — مینا تو زمردین تھا مے لال

ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے ٹھلی — اختر کو نظر پہ رکھ کے ٹھلی

بولا کوئی پر غرور کیون ہو — بولی کوئی ناصبور کیون ہو

بولا جو کسی کا دل ہو بے چین — بولی تو وہ ضبط کرے بے چین

بولا جو نہ ضبط کر سکے وہ — بولی۔ تو مرے جو مر سکے وہ

بولا تو ہو خون یون کسی کا — بولی۔ تو ہوا کرے مجھے کیا

بولا یہ ستم ترس کے بدلے — بولی یہ کہو۔ ہوس کے بدلے

بولا کہ ہوس ہے اور ہی چیز — یہ عشق ہے عشق قدر کی چیز

دنیا مین نہ ہو جو عشق کی ذات — پوچھے پھر کون حسن کی بات

اتنا کوئی شکل پر نہ اترائے — کسکی رہی اور کسکی رہجائے

بولی کہ چلو چلو ہوا ہو — مینے تو نہین کہا کہ چاہو

اترانی ہون ناز کرتی ہون مین — ہان ہان بنتی سنورتی ہون مین

ماتھے پہ جو ناز کی شکن ہے
گھونگھر بالون مین ہین تو ہین پھر
ہان پھول ہین گال پھر تمھین کیا
ہو دانت تمھین دکھاتی ہو تمھین
چوٹی جو دکھاؤن مین تو کیا ہو
لچکاؤن کمر تو کیا کرو تم
مین ناز نہ کم کرون گی ہان ہان
میری منھدی کی لاگ دیکھو
آنکھین تو ہین سامنے تمھارے
تم دیکھتے ہو ادائیں جتنی
لالچ کی نظر نہ ڈالو دیکھو
کیا کہتے ہو کچھ سنون تو مین بھی
آواز جو دھیمی اس قدر ہے
کیون آنکھون مین آرہا ہی پانی
آنسو ہین یہ۔ ہان سبب مین سمجھی
یون ہی ترس آیا۔ یہ نہ مانون
تم لاکھ چھپاؤ کھاکے قسمین
احسان کے بدلے تمکو کیا دون
کیا تم مرتے ہو سچ بتاؤ

یہ تو مرے حسن کی پھبن ہے
پھندرے جالون مین ہین تو ہین پھر
ہان ہونٹھ ہین لال پھر تمھین کیا
کہنا نہ کہ منھ چڑھاتی ہو تمھین
شبھ تمھین سیس ناگ کا ہو
چمکاؤن نظر تو کیا کرو تم
گھنگھرو چھم چھم کرون گی ہان ہان
ہاتھون مین لیے ہون آگ دیکھو
دیکھو دن ہی کو شب کے تارے
پلو مین بندھی ہین ایسی کتنی
کچھ اور نہ دیکھو بھالو۔ دیکھو
قابل سننے کے باتین ہین بھی
شاید مرے سرمے کا اثر ہے
یہ تو ہی مرض کی اگ نشانی
بچپن پلٹ آیا اب مین سمجھی
کیا تم کو مین دل کا نیک جانون
پوشیدہ غرض تھی اس ترس مین
ہان قید مین ہو تو مین چھوڑا دون
کیونکر مرتے ہو مرجاؤ

بولا کوئی سحر اگر سکھاوے — میرے دل کی لگی بجھاوے
پھر مین زہرہ کو بس مین لاؤن — چاہون جو ناچ وہ نچاؤن
چھپی جو پتے کی اوسنے پائی — منھ پھیر لیا جو منھ کی کھائی
جل بھن گئی تاؤ کھا کے بولی — مجھ کو نہین بھاتی یہ ٹھٹھولی
مجھ سے رہو دور دور ہی تم — ہو بد نظرے ضرور ہی تم
اس چاہ کا مین مزہ چکھاؤن — زہرہ ہون مین کنوین جھنکاؤن
منھ مین جو آیا بک کے چلدی — بجلی کیطرح چمک کے چلدی
گذرے کچھ دن جو رہتے رہتے — چھیڑا لوگون نے کہتے کہتے
شہزادے نے ہنس کے عقدہ کھولا — اوس سے کہا اس کا دل ٹٹولا
زہرہ اختر تھے دونون راضی — عقد اون کا کیا بلا کے قاضی
زینت کا کیا جو شب نے سامان — تارون سے چنی جبین پہ افشان
مہتاب کی آرسی عیان کی — اور مانگ دکھائی کہکشان کی
دل کھول کے ملنے کو سدھارے — اک برج شرف کو دو ستارے
اختر نے حجاب کی نظر سے — در بند کیے ہوا کے ڈر سے
منظور اوسے خود تھی پردہ داری — منھ پھیر کے آرسی اوتاری
کہنی تھی حیا یہ ظلم ہے سخت — آتی جاتی ہے سانس کمبخت
کاہے کو سنے کسی کی کوئی — کیا جانے پرائے جی کی کوئی

ماہِ عالم کا پردیس سے گھبرانا۔ زہرہ کو

سفر کے رستے پر لانا۔ وطن مین آکر اپنون سے ملنا ملانا

رندون کو بہت جھلا نہ ساقی
لنگر کشتی مے روانہ ساقی

مے پی کے یہ جھوم لین توچلدین
منہ جام کا چوم لین توچلدین

شہزادے کو لونگی وطن کی
طائر کو ہوا ہوئی چمن کی

مٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار
آنکھون مین وہ سرزمین ہوئی خار

سوچا کہ نکلیئے نام کی طرح
موج آئی کہ چلیئے جام کی طرح

پردیس مین انتشار کبتک
بالائے ہوا غبار کبتک

کیا لطف جو گھر بشر سے چھوٹا
کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا

روشن ہو کہان چراغ کس کا
پھل دے کسے نخل باغ کس کا

غربت کانٹا سی دل مین کھٹکی
بن دیس کی تھی سفر پہ ہٹ کی

زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے
حسرت کو کیا گواہ اوسنے

دانا تھی وہ سمجھی ٹالنا کیا
دم دہلسے گے کا جال ڈالنا کیا

یارون کی راہین کون روکے
عشاق کی آہین کون روکے

تھا کوئی عزیز اوس کا یوسف
سونپا اوسے ملک بے تکلف

لیکر زر و مال جو تھا درکار
راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھر بار

گھر کی صورت ہوئی نرالی
بے عقل دماغ جیسے خالی

شیشہ بے بادہ خلد بے حور
پہلو بے یار دیدہ بے نور

دیوارین سکوت مین کھڑی تھین
شمعین بے سر جلی پڑی تھین

حیرت سے تھے بسکہ اشنا طاق
برہم زدہ ساری انجمن تھی
ہمچشم کے ہجر کا قلق تھا
رنگت بدلی چمن کی غم سے
گل تھے داغی ثمر تھے داغی
غم سے ہوئین آبدیدہ نہرین
زہرہ گریان تھی غم کے مارے
دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
دکھلاتا تھا عالم روانی
تا کہ نفس کبھی نہ دم لے
وہ آگے رواں ہوں تیز گر جائے
جو لیئے وطن وطن مین پہونچے
غل ہو گیا ماہِ عالم آیا
کہتے سنتے ہنسی ہنسی مین
جو رجعتِ مہر کے تھے منکر
مشتاق جمال شہر بھر تھا
نکلے ملنے سب اوس قمر سے
پتلی مین لیا نظر نظر نے
سلطان نے سنا تو دل ہوا شاد

ابروئے مردہ کے تھے یا طاق
پیشانیِ فرش پر شکن تھی
آئینے کے منہ کا رنگ فق تھا
پھل گر پڑے مثلِ بار دہم سے
سارے برگِ شجر تھے داغی
بیچینی سے تلملائین لہرین
آنسو تھے کہ ٹوٹتے تھے تارے
تھا صورتِ نبض چلنے سے کام
پانی پہ ہوا زمین پہ پانی
چال اونکی جو دیکھے تو قدم لے
خورشید نہ پہونچے ساتھ پھر جائے
مرغانِ چمن چمن مین پہونچے
پھر کر تنِ مردہ مین دم آیا
تو پھیل گئی گلی گلی مین
کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر
چشمِ عاشق ہر ایک در تھا
مانند دعا دہانِ در سے
دل نذر کیا بشر بشر نے
بولی امید خانہ آباد

بچپن ہوائے آرزو مین — ٹپا سا اوڑا وہ گل کی بو مین
یکجا ہوئے طالب اور مطلوب — باہم ملے یوسف اور یعقوب
جو چہرہ کہ تھا چہ[illegible] کا گل — اب کھل گئے ہوا وہ باغ کا گل
مجرے کو جھکے امیر بڑھکر — بیٹے سے ملا وزیر بڑھکر
کھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت — خلعت بخشے لٹائی دولت
کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن — صدقے اوس دن پہ عید کا دن
قدمون سے لگا تھا عیشِ جاوید — ہر نقش تھا سرنوشتِ جمشید
بے اوسکے محل تھا چشمِ بے نور — روشن کیا اوسنے چشمِ بد دور
مان کے پانون پہ گر کے پامرد — لپٹا قدمون سے صورتِ گرد
حورین تو حقیقتین ایک تھا مرد — ربعِ مسکون مین چار دن سے تھا فرد
اخترِ زہرہ کو گھر مین لایا — تارا تھی تو برج اوسنے پایا
مل جل کے وہ یون رہے وطن مین — دندان جیسے رہین دہن مین

خاتمہ

نیرنگِ سخن دکھا چکا تو — سر سجدے کو لے قلم جھکا تو
اللہ کا شکر آج ادا کر — ماتھا رگڑا اور یہ التجا کر
مقبول ہو یہ فسانۂ شوق — ہر بزم مین ہو ترانۂ شوق
ناخن نکلین نہ اس بیان مین — پھولے پھلے گلشنِ جہان مین
رکھین رکھنے کو طعنہ زن حرف — لیکن رکھین نہ اہلِ فن حرف

نکلے یہ زبانِ اہلِ فن سے
لعل اوگلے ہیں شوق نے دہن سے

رنگ اس سے نہ جم سکے کسی کا
شنجرف کا رنگ ٹھہرے پھیکا

یہ رنگ شفق جو دیکھ پائے
شب کی چادر میں منھ چھپائے

روئے مئے سُرخ کا پیالہ
داغی ہو حسد سے قلب لالہ

گل زرد ہو پتی پتی جھڑ جائے
پان خوردہ حسین کا منھ بگڑ جائے

روشن ہو یہ خوبی معانی
قصہ یوسف کا ہو کہانی

صفحوں کی چمک دکھائے یہ روپ
سائے کے لباس میں چھپے دھوپ

محجوب ہو چاند منھ چھپائے
بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے

ہو لفظ میں حسن معنی خوب
جیسے گھونگھٹ میں روئے محبوب

آنکھوں میں رہے یہ نور بنکر
جا دل میں کرے سرور بنکر

عاشق اپنا خیال سمجھے
معشوق اپنا جمال سمجھے

اربابِ سخن کریں مری قدر
چمکا کے بنائیں ذرے کو بدر

میں ملکِ سخن میں کچھ نہیں ہوں
ہاں کشتِ سخن کا خوشہ چیں ہوں

جتنی میرے سخن کی ہے دھوم
سب ہے فیضِ آسیرِ مرحوم

قطعات تاریخ ترانہ شوق

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی۔ اوستاد نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر اسیر مرحوم و مغفور

شنوی کیا ہے کارنامہ ہے	شعر کیا شاعری کا جوہر ہے
دل مین چبھتی ہین شوخیان اسکی	حرف حرف اس کا تیز نشتر ہے
اسکا ہر شعر تر نزاکت سے	چمنِ نظم مین گلِ تر ہے
درِ شہوار ہے ہر اک مصرع	بیت بیت اسکی سلکِ گوہر ہے
ہے ہر اک صفحہ عارضِ محبوب	سطر یا گیسوِ معنبر ہے
شانہ زلف پری کا ہے ہر لفظ	بندشِ آئینۂ سکندر ہے
حسنِ معنی عیان ہے لفظون سے	یا کوئی شوخ حور پیکر ہے
سال تاریخ آمیر نے یہ کہا	کہ عروسِ سخن کا زیور ہے

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک منشی سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب تدبیر الدولہ آسیر مرحوم و مغفور

واہ کیا مثنوی یہ نادر ہے	ہے یہی وجہ یادِ حسن و عشق
شوق مین سال طبع لکھ افضل	دفترِ راز دیادِ حسن و عشق

افسر جناب منشی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ امیٹھی شاگرد جناب قلق مرحوم بلگرامی

جبذا احمد علی شوق آنکہ ہست	رائے اور وشن تر از روے صبیح

بکمال و فضل او این مثنوی — حجتے ناطق دلیلے بس صریح

در جہان گوئے سخن را زندہ کرد — از دم جان بخش مانند مسیح

بر ز ذوق و شوق آمد حرفِ شوق — شوق را بخشید حق ذوقِ صحیح

در سوادِ ہند نطقش لا فگند — شور شیرین کاری حسن ملیح

بسکہ جوشد معنیِ رنگین ازو — خامہ اش ماند بہ حلقوم ذبیح

مصرع تاریخ طبع افسر نوشت — مثنوی شوق دلچسپ و فصیح

ابر۔ جناب منشی واجد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر ۱۳۰۵ھ

برادر خورد مصنّف

قبلۂ من شوق سخنور زشوق — مثنوی تازہ و رنگین بگفت

ابر بجوشش آمد و تاریخ او — نو گل گلزار مضامین بگفت ۱۳۰۵ھ

انتخاب۔ جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجر شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر حکیم

واہ کیا اچھی چھپی ہے مثنوی — ہے یہ شوق نامور کی یادگار

انتخاب لکھ مصرع تاریخ سال — جام دانش انتخاب روزگار ۱۸۸۷ء

بقا۔ جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر صاحب مرحوم

آبدار اور مصفّا ہے یہ نظم — واہ کیا تازگی و جدّت ہے

جابجا دُرِّ قرین شہرۂ شہر — دھوم ہے تذکرہ ہے شہرت ہے

راستی مین لکھی ہر اک مصرع تر — ایک معشوق سہی قامت ہے

دی ندا ہاتفِ غیبی نے مجھے — کس لیے فکر سن ہجرت ہے

اسے بقا شوق سے یہ کہیے آپ — مثنوی آئینۂ حیرت ہے ۱۳۰۵ھ

بسمل جناب منشی محمد واحد علی صاحب کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

رنگین نظم ترانۂ شوق — ہے تازہ شگفتہ باغ عشاق
روشن ہیں جو عشق کے مضامین — ہر دائرہ ہے چراغ عشاق
ہو جاتے ہیں مست اسکو پڑھکر — گویا ہے مئے ایاغ عشاق
آتی ہے وہ بوے گلشن حسن — تازہ جس سے دماغ عشاق
تاریخ کہی یہ مین نے بسمل — افسانۂ درد و داغ عشاق
۱۳۰۵

تمنا شیخ محمد رفیع الزمان خانصاحب شاگرد جناب حکیم

کیا شوق نے مثنوی کہی ہے — بے شبہہ یہی ہے رہبر عشق
تاریخ لکھ اسکی اے تمنا — داماں امید دفتر عشق
۱۳۰۵

حکیم جناب حشمت الدولہ بہار الملک منشی سید غضنفر علیخانصاحب بہادر حشمت جنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

ہے عجب مثنوی حضرت شوق — ہر مفصل ہے نثار مجمل
عقل اول کے لیے کا غذ پر — نقطے ہیں عقدۂ مالاینحل
حسن بندش پہ قصیدہ ہی فدا — رنگ پر دل سے ہی قربان غزل
بہر ایذاے عدو ہے مصرع — صورت نشتر زنبور عسل
چشم احباب کو دیتا ہے وہ نور — میل سرمہ ہو نہ کیون ضرب مثل
ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم — اول اول ہوے ہیں مستعمل
انتخابی یہ دیے ہیں نقطے — حرف منقوط ہے حرف مہمل
بات بر اوسکی ہے قربان نبات — نوشدارو ہے نثار حنظل

اگر د نقطون کے دوائر یون ہین — پاؤن مین جیسے دولھن کے چھاگل
خاتمہ اوس پہ تناسب کا ہے — شہد آخر ہے تو ہے ملح اول
ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم — کب زمین شعر کی ہے بے بادل
پلے تاریخ مین ہے جائے حنا — رنگ خون جگر حسن ازل

١٣٠٥ھ

شہیر۔ جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار مچھلی شہر ضلع جونپور

بے مثل و لاجواب ہے یہ نظم دلفریب — سب شاعری کے رنگ ہین اس مین ملے ہوے
تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر — گلزار فکر شوق کے ہین گل کھلے ہوے

١٨٨٧ع

شاعر۔ جناب منشی فضل حسین خانصاحب تعلقدار جلال پور رئیس قصبہ سندیلہ

از شوق چو طبع مثنوی شد — احسنت بگفت روح صائب
شاعر چو نمود فکر تاریخ — گفتہ کہ عجائب و غرائب

١٣٠٥ھ

ظہور۔ جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب منیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم

اس مثنوی کی مدح مین قاصر زبان ہے — محنت جناب شوق نے کی ٹوٹ ٹوٹ کے
ہاتف نے دی ندا یہ بے سال اے ظہور — حق یہ ہے بھر دیا ہے مزہ کوٹ کوٹ کے

١٣٠٥ھ

عقیل۔ جناب سید مہدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمہ بہار لکھنؤ شاگرد جناب حکیم

طبع شد مثنوی نادر دہر — یادگار زمان ترانۂ شوق
نظم روشن کلام ماہ مبین — نیر آسمان ترانۂ شوق

نورافشان مدام این تصنیف
اہل عالم ہمہ مسرت سنج
گفت تاریخ طبع ذہن عقیل
جلوۂ جاودان ترانۂ شوق
دل کند شادمان ترانۂ شوق
صبح عید جہان ترانۂ شوق

عیش۔ جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی ۱۳۰۵ھ

زہے احمد علی شوق سخنور
لکھی یہ مثنوی کیا عاشقانہ
کلام اونکا گلے کا ہار یون ہی
لکھو بے روے رحمت طبع کا سال
وہ ہین اے عیش رشک غالب و ذوق
فصاحت مین وہ سب سے لے گئے فوق
کہ جیسے گردن معشوق مین طوق
خیال عمدہ و بس نازک شوق

عارف۔ جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر ۱۳۰۵ھ
(حکیم لکھنوی)

شاہد این مثنوی بیعدیل
بہر نظم شوق سال انطباع
ہست رنگین چہرہ مانند خیال
گفت عارف خوبصورت بیمثال

قمر۔ جناب منشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی ۱۸۸۷ء
(امیر احمد صاحب امیر)

خوب ہی رنگین ہی گل نظم شوق
مصرع تاریخ یہ کہیے قمر
سارے گلون کا ہی یہ سرتاج گل
باغ معانی کا کھلا آج گل

محسن۔ جناب مولانا محمد محسن صاحب کاکوروی مصنف چراغ کعبہ ۱۳۰۵ھ
(صبح تجلی۔ سراپاے رسول اکرم و قصائد نعتیہ وغیرہ)

اس قدر شوخ مثنوی محسن
نہ کسی نے سنی نہ دیکھی ہے

روبرو اس زبان اُردو کے
فارسی کی تمام ترکی ہے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر
فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال اسکی
فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اوڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون
سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے
ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتف غیب بھی یہ کہتا ہے
بارک اللہ عجیب شوخی ہے
۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق باذوق
افسونے خواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین
نیرنگ معنی شگفتہ
۱۳۰۵ھ

ایضاً

می سزد بہر نثار این نگارین مثنوی
آب و تاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گرچہ میگوید سخندانش بہار بیخزان
گفتمش کہ بود خزانے بہ گلزار نسیم
۱۳۰۵ھ

ایضاً

ہوش ربا گشت ز اہل مذاق
چاشنی این سخن ذوق شوق
ہاتف غیب از پئے تاریخ سال
گفت ز محسن چمن ذوق شوق
۱۳۰۵ھ

نتیجۂ طبع سید محمد واجد حسین صاحب تعلقدار رسولی۔ شاگرد جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی مثنوی
کہتے ہین سب شاعر اسکو جان عشق
لکھو ہجری مین محبت سال طبع
ہے عجائب یہ بہارستان عشق
۱۳۰۵ھ

معصوم جناب میر معصوم علی صاحب شاگرد جناب حکمت الدولہ بہادر (حکیم لکھنوی)

شوق نے کیا نظم کی ہے مثنوی	جسکا دل طالب ہے وہ مطلوب ہے
کیون ہے سال طبع مین معصوم فکر	لکھدے اب یہ مثنوی مرغوب ہے

۱۲۸۷ھ

ایضاً

واہ اے شوق واہ کیا کہنا	ہے عجب دلربا ترانۂ شوق
کہا معصوم نے یہ سال طبع	ثمرۂ جان ہے یا ترانۂ شوق

۱۲۸۷ھ

نعیم جناب حکیم محمد نعیم الزمان خانصاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

رنگین نظم شوق سخنور	رنگ چمن پر خندہ زن ہے
مثنوی دلچسپ کو دیکھو	اک معشوق رشک چمن ہے
اسکی سیاہی شام ظلمت	اور سپیدی صبح وطن ہے
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا	دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کہیے نعیم اب تاریخ اسکی	کیا ہی لعل تاج سخن ہے

۱۲۸۵ھ

وزیر جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب حکیم

کہی ہے عجب مثنوی شوق نے	بلاشبہہ یہ دامن فیض ہے
ہوئی فکر تاریخ جبدم وزیر	یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے

۱۲۸۵ھ

وفاق جناب شیخ رحمان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

ارم ہے مثنوی حضرت شوق	کہ ہین غلمان لفظ و حور معنی

ہے آئینہ صفائے بندش بیت
عیاں ہے چہرہ پر نور معنی
کلیم طبع لکھ تاریخ اسکی
گلستان مضامین طور معنی ۱۸۸۷ء

یوسف۔ جناب نواب محمد یوسف حسین خانصاحب بہادر رئیس
شہر لکھنؤ شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم و مغفور

شوق کی یہ مثنوی ہے بے نظیر
اس پہ ہے اہل سخن کا اتفاق
کیا بیان دلبستگی کا حال ہو
ہجر و فاق ایسا کہ قربان ہو نفاق
کلک یوسف نے لکھی تاریخ طبع
جلوہ آرا حال درد اشتیاق ۱۳۰۵ھ

حسان۔ جناب منشی محمد مہر علیصاحب بھٹولوی۔ شاگرد جناب
(قدر بلگرامی مرحوم)

زنیرنگ این مثنوی فصیح
بدارم فصاحت سخن شد اسیر
چو حسان خیال سن طبع کرد
رقم زد قلم نسخۂ بے نظیر ۱۸۸۷ء

فیروز۔ جناب محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری

کرے وصف کیا کوئی اس مثنوی کا
سراپا کہانی ہے درد جگر کی
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب
کہی مثنوی شوق والا گہر کی ۱۳۰۵ھ

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۸	نعلین	لعلین	۵۸	۱۲	تٹی	ٹٹی
"	۱۶	نو	تو	۵۸	۱۸	قت	رقت
۱۳	۱۱	حیائین	حیائین	۶۶	۱۸	کی	کھی
۱۵	۱	پھرین	بھرین	۶۲	۱	یہ	پہ
"	۴	آیرو	ابرو	۶۲	۱۴	ٹوٹنے	توڑے
۱۷	۷	لوسوقت	اوسوقت	۶۴	۱۴	سطھر	سطر
۲۱	۹	گر	کر	۷۷	۱۸	پر	دیر
۲۷	۱۸	لوٹھا	اوٹھا	۷۹	۱۱	ہے	ہئے
۲۸	۱۸	پیچیدہ	پیچیدہ	"	۱۷	بیاڑ	پہاڑ
۲۹	۱۹	ٹوٹے	ٹوٹی	۸۰	۱	آیا	آؤ
۳۷	۶	کھنگے	گھنگے	۸۰	۱۸	نسخیر	تسخیر
"	۱۰	ٹیکے	ٹیلے	۸۲	۱۹	انسان سی جو	انسان جو
۴۰	۴	صاف	پاک	۸۳	۱۸	گھرکے	گھرسے
"	۱۷	آلی	آئے	۸۴	۱۱	غیر یہ	غیرپہ
۵۰	۱۸	در	ڈر	۸۶	۷	لون	اون
۵۱	۳	کردون	گردون	۹۷	۱۴	جس	جعل
۵۳	۱۷	ہوایار	ہوپار	۹۸	۱۱	بتاؤ	بناؤ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	۲	گ	آگ	۱۳۰	۳	مارے غم	نارے غم
۱۰۱	۲	نیغ	تیغ	"	۴	نو	تو
۱۰۱	۱۴	بھائی	بھاگی	"	۷	گے	کے
"	۱۵	جھوتے	جھوٹے	"	۱۴	بنایا	بتایا
۱۰۳	۱۴	بھری	دھری	۱۳۱	۶	ہے	سے
۱۰۴	۱۸	بجنیون	بجلیون	"	۱۲	کو	کہ
۱۰۶	۱۵	جھنکا	جھنکار	"	۱۳	کہ	کو
۱۰۹	۱۵	انکے	اٹکے	"	"	دانسے	دانے
۱۱۳	۱۵	کسیکے نانجت	کسیکے یابخت	"	۱۶	پاہیے	چاہیے
"	۱۸	ہے	سے	۱۳۴	۲	ئی	چوڑی
۱۱۵	۸	عدا	غذا	۱۳۶	۱۱	مارون	تارون
۱۱۷	۱۷	سیے	سبے	۱۳۹	۳	چھرہ	چہرہ
۱۲۲	۱۵	کئی	گئی	"	۴	لو	کو
۱۲۸	۱۹	د. یا	دیا	۱۴۰	۸	چھپائے	چھپالے
۱۲۹	۲	نگ	رنگ				

نام کتاب — قیمت — نام کتاب — قیمت — نام کتاب — قیمت

خواجہ حسن نظامی

- رسول کی عیدیں — ۲ر
- محرم نامہ — عہ ر
- اتالیق خطوط نویسی — ۱۲ر
- اسلام کا انجام — ۶ر
- بیوی کی تعلیم — عہ ر
- میلاد نامہ — عہ ر
- سرگشتن بیتی — عا ر
- محفل نامہ گیارہویں — ۱۲ر
- غدر دہلی کے افسانے دو جلد — ۴ر
- چٹکیاں — ۱ر
- جگ بیتی — ۶ر
- آپ بیتی — عہ ر
- بچوں کی کہانیاں — ۱۰ر
- قبروں کے غیبی نوشتے — ۸ر
- پورا میگزین (۵ رسالے) — ۴ر
- خطوط حسن نظامی — ۱۲ر

مولانا راشد الخیری

- صبح زندگی — عہ ر
- شام زندگی — عہ ر

مولانا راشد الخیری

- شب زندگی — عہ ۸ر
- نوحہ زندگی — ۱۲ر
- سراب مغرب — ۸ر
- جوہر قدامت — عہ ۸ر
- عروس کربلا — عہ ۸ر
- الزہرا — ۱۲ر
- بنت الوقت — ۸ر
- سات روحوں کے اعمال نامے — ۶ر
- موودہ — ۸ر

حافظ عبد الرحمن امرتسری

- عربی بول چال ۲ حصہ — عہ ر
- کتاب الصرف — ۱۰ر
- کتاب النحو — ۸ر

مولانا سلیمان ندوی

- ارض القرآن ۲ جلد — ہے ۱۲ر
- حیات امام مالک — ۱۲ر
- مکاتیب شبلی ۲ جلد — ہے ۸ر
- مسلمان عورتوں کی بہادری — ۲ر

جناب صفدر مرزا پوری

- بزم خیال — عہ ر
- مشاطہ سخن — عہ ر

مولانا اشرف علی تھانوی

- نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب — عہ ۸ر
- اصلاح الرسوم — ۸ر
- کلید مثنوی ۲ جلد — للعہ ر
- مناجات مقبول — ۸ر
- بہشتی زیور ۱۰ حصے — عا ر
- بہشتی گوہر — ۸ر
- التکشف ۵ حصے — ہے ۸ر

مولانا عاشق علی

- تذکرۃ الرشید ۲ جلد — ہے ر
- مکاتیب رشیدیہ — ۵ر

مولانا عبد الشکور کاکوروی

- ترجمہ تاریخ طبری — ہے ر

مرزا محمد ہادی۔ بی۔ اے

- امراؤ جان — ۱۲ر